

بلوچستان صوبائی اسمبلی

سرکاری رپورٹ / گیارواں اجلاس

مباحثات 2009ء

﴿ اجلاس منعقدہ 30 مارچ 2009ء بمطابق یکم ربیع الثانی 1430ھ بروز سوموار۔ ﴾

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
2	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
2	وقفہ سوالات۔	2
14	رضعت کی درخواستیں۔	3
17	دُعائے مغفرت۔	4
19	تحریک التوا نمبر 4 منجانب شیخ جعفر خان مندوخیل۔	5
24	<u>سرکاری کارروائی</u>	6
	(i) بلوچستان قوانین اراضی کا (ترمیمی) مسودہ قانون صدرہ 2009ء (مسودہ قانون نمبر 1 صدرہ 2009ء)۔	
	(ii) گوادرنڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا مسودہ قانون صدرہ 2009ء (مسودہ قانون نمبر 2 صدرہ 2009ء)۔	
29	مشترکہ قرارداد نمبر 30 منجانب سردار محمد اسلم بزنجو (وزیر آبپاشی و برقیات)۔	7
32	مشترکہ قرارداد نمبر 31 منجانب محترمہ زرینہ زہری۔	8
38	باضابطہ شدہ تحریک التوا نمبر 3 پر عام بحث۔	9

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 30 مارچ 2009ء بمطابق یکم ربیع الثانی 1430ھ بروز سوموار بوقت شام پانچ بجکر پندرہ منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر محمد اسلم بھوتانی بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔
جناب سپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ
لَكُمْ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَآءَ بِنَآءٍ ۝ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهِ مِنَ الشَّجَرٰتِ
رِزْقًا لَّكُمْ ۝ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اٰنْدَادًا وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ ؕ

﴿پارہ نمبر ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۱-۲۲﴾

ترجمہ: اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا،
یہی تمہارا بچاؤ ہے۔ جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے
پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کر کے تمہیں روزی دی، خبردار باوجود جاننے کے اللہ کے شریک مقرر
نہ کرو۔ وَمَا عَلَيْنَا الْاَلْبَآغُ ؕ

وقفہ سوالات

جناب سپیکر: شیخ جعفر خان مندوخیل صاحب اپنا سوال پکاریں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: سوال نمبر 73۔

☆ 73 شیخ جعفر خان مندوخیل:

مورخہ 9 فروری 2009ء کا مؤخر شدہ

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

یکم جولائی 2003ء تا 30 نومبر 2008ء کے دوران پرائمری اور مڈل سیکشنز میں کس قدر مردوخواتین
بے وی ٹی، پی ٹی آئی اور ڈرائنگ ٹیچرز بھرتی کئے گئے ہیں؟ ضلع وار تفصیل دی جائے نیز ان تعینات

کردہ افراد کے نام مع ولدیت لوکل رڈومیسائل تاریخ تعیناتی اور جائے تعیناتی کی تفصیل بھی دی جائے۔ کیا یہ اسامیاں اخبارات میں مشتہر کی گئی ہیں اگر جواب اثبات میں ہے تو تاریخ اشاعت مع نام اخبار اور سلیکشن کمیٹی کے افسران کے نام مع عہدہ و تاریخ انٹرویو کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر تعلیم:

اس ضمن میں پہلے ہی ایک جواب تفصیل جو کہ 340 صفحات (فی سیٹ) پر مشتمل تھا معزز ممبر اسمبلی جناب ظہور حسین کھوسہ کے گزشتہ سوال نمبر 59 کے تحت اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کرایا جا چکا ہے۔ جس میں بھرتی رتقرریوں سے متعلق ضلع وار تفصیل، تعداد، گریڈ نام مع ولدیت، لوکل ڈومیسائل کا ذکر وضاحت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ عوام الناس کی اطلاع کیلئے اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا۔ جو کہ روز نامہ مشرق میں مورخہ 13 دسمبر 2006ء بروز بدھ شائع ہوا چونکہ یہ بھرتیاں ضلعی بنیاد پر کی جانی تھیں لہذا ہر ضلع کی سلیکشن کمیٹی میں متعلقہ ضلع کا DCO بحیثیت چیئرمین اور EDO اور DO ایجوکیشن بحیثیت کمیٹی ممبر شامل تھے۔

جبکہ عدالت عالیہ کے حکم کے مطابق ٹسٹ انٹرویو کے بجائے امیدواروں کے تعلیمی سرٹیفیکٹ اور ڈگری میں حاصل کردہ نمبر (Marks) کی فیصد (Percentage) کے مطابق ہر ضلع کی علیحدہ اور کیٹیگری وائز میرٹ لسٹیں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

Mr . Speaker: Question No 73 minister education!

جناب شفیق احمد خان (وزیر تعلیم): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

Mr . Speaker: Answer be taken as read , Any supplementary

on 73 .

شیخ جعفر خان مندوخیل: اس Question میں کچھ کمی ہے وہ تو جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: منسٹر ماننز On the point of order سر! وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میر عبدالرحمن مینگل (وزیر معدنیات): Thank you جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ خضدار اور وڈھ میں گزشتہ 27 مارچ کو خضدار کے تین معزز شہری عبدالکبیر ولد غوث بخش، عطاء حسین ولد نیاز حسین اور مشتاق علی ولد محمد علی جو سیشن کورٹ میں پیشی کے بعد دوبارہ بازار کی طرف آرہے تھے۔ آرسی ڈی ہائی وے پر دو گاڑیوں میں مسلح افراد نے ان کو گاڑیوں سے ٹکر مار کر گرایا۔

جناب سپیکر: دیکھیں آپ کچھ پڑھ رہے ہیں according to the rules وزیر معدنیات: ان کو ٹکرا کر گرایا اور فائرنگ کی ان میں ایک زخمی ہو گیا اور زخمی سمیت تینوں کو اغوا کر کے لے گئے۔ جہاں یہ واقعہ پیش ہوا وہاں آرسی ڈی ہائی وے پر ڈی آجی آفس ہے، کمشنر آفس ہے اور ڈی سی او آفس ہے۔ جناب سپیکر! خضدار میں پچھلے مہینوں سے ایف سی کی بد معاشی اور وہاں ڈی پی او کی ملی بھگت سے حالات خراب کئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں منسٹر صاحب! according to the rules اسکے لئے تحریک التوا ہوتی ہے کوئی ممبر کرے You are the part of government مجھے سمجھ نہیں آتی ہے کہ How to deal this .

وزیر معدنیات: 27 مارچ کو مولابخش اور انکے دو بیٹوں کو ایف سی والے اغوا کر کے لے گئے اور ابھی تک کوئی معلومات نہیں کہ ان کو کہاں رکھا گیا ہے آج صبح وڈھ میں ایک صحافی کو اٹھا کر لے گئے۔ جناب سپیکر! ہم احتجاج کریں تو کس سے کریں ہم خود گورنمنٹ کا حصہ ہیں لہذا اس ڈی پی او کے خلاف کارروائی کی جائے اور ایف سی کو کنٹرول میں رکھیں یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے اس بد معاشی اور غنڈہ گردی کے خلاف میں بطور احتجاج واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: تو آپ لاء منسٹر کو سنیں کہ وہ کیا۔۔۔۔۔ لاء منسٹر صاحب! آپ وزیر اعلیٰ صاحب تک جو ان کے خدشات تھے جو انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بیان کیے ہیں پہنچا دیجئے گا۔ شیخ جعفر خان مندوخیل: لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر تحریک التوا آرہی ہے۔

Mr . Speaker: No point of order during question hours .

جب وہ آجائے گی تو پھر اس پر بولیں آج کے بعد نہیں ہوگا۔ (مداخلت)

جناب سپیکر: جی جعفر صاحب!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! ان کو لینے کیلئے کسی کو بھجوادیں۔

جناب سپیکر: آغا عرفان صاحب! آپ منسٹر صاحب کو لے آئیں۔ جی جعفر صاحب! سوال نمبر 73 تو ہو گیا . It has been taken as read اس پر کوئی سپلیمنٹری ہے تو آپ بتائیں؟

شیخ جعفر خان مندوخیل: سپلیمنٹری یہ ہے جناب سپیکر! last سیشن میں اگر آپ کو یاد ہو تو اس کا جواب انہوں نے دیا تھا لیکن اس میں تاریخ تعیناتی اور جائے تعیناتی نہیں دی تھی اسلئے یہ سوال مؤخر

کر دیا تھا معزز منسٹر نے کہا تھا کہ اس کی ہم تاریخ تعیناتی اور جائے تعیناتی دیں گے۔

Mr . Speaker: Honorable minister decorum in the House .

شیخ جعفر خان مندوخیل: تو جب last یہ سوال آیا تھا اس وقت بھی ضمنی یہی تھی کہ تاریخ تعیناتی انہوں نے نہیں دی تھی جو سوال میں پوچھا گیا ہے اور جائے تعیناتی کہ کہاں تعینات کیا گیا ہے اس کی ابھی تک۔۔۔۔۔ (مداخلت)

جناب سپیکر: ایک منٹ جب پوچھیں اس طرح crust up نہیں ہوگی پلیز۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: بہر حال ابھی بھی اس کا جواب نہیں آیا ہے میں معزز منسٹر سے یہ پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی منسٹر صاحب!

وزیر تعلیم: جناب والا! وہ سوالات آگے آرہے ہیں اس کا پہلے سے جواب تھا تین کے جواب دیئے ہوئے تھے دو کے جوابات آگے آرہے ہیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: میں آپ کو پڑھ کر سنا تا ہوں۔ دیکھئے یکم جولائی 2003ء تا 30 نومبر 2008ء کے دوران پرائمری اور مڈل سیکشنز میں کس قدر مرد/خواتین بے وی ٹی، پی ٹی، آئی اور ڈرائنگ ٹیچرز بھرتی کئے گئے ہیں؟ ضلع وار تفصیل دی جائے نیز ان تعینات کردہ افراد کے نام مع ولدیت لوکل رڈو میسائل تاریخ تعیناتی اور جائے تعیناتی کی تفصیل بھی دی جائے۔

جناب سپیکر: آپ درست فرما رہے ہیں دیکھیں شفیق صاحب! یہ 9 فروری کو مؤخر ہوا تھا سوال اس کا آپ نے تفصیل سے جواب دینا تھا لیکن آپ نے ڈیپارٹمنٹ نے آپ کی وزارت نے وہی جواب واپس بھیج دیا تو اس کا تفصیلی معزز ممبر جواب مانگ رہے ہیں۔

وزیر تعلیم: اس میں تفصیلی جواب ہے جناب! میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اسمیں جتنی بھرتیاں ہوئیں ہیں اسکی ڈیٹیل لسٹ کھوسہ صاحب کا جو سوال تھا اس میں موجود ہے وہ لائبریری میں پڑی ہے چونکہ وہ بہت لمبی ہے اس لئے وہ تمام ممبران کو نہیں دی جا سکتی تھی ساڑھے چھ سو صفحات پر مشتمل ہے سر! وہ already submit ہے۔

جناب سپیکر: میری بھی نظر سے وہ گزرا ہے کافی بڑا پلندہ تھا اگر آپ۔۔۔۔۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: بالکل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے اسمیں کافی تفصیل دی ہے میں صرف

منسٹر صاحب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اسکی تاریخ اور جائے تعیناتی اس میں مانگی تھی وہ نہیں دی گئی ہے پلیز اگر وہ دے دیں۔

وزیر تعلیم: اس میں تمام ڈیٹیل موجود ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: کیونکہ جائے تعیناتی سے پتہ لگتا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اگر اسمیں نہیں ہے تو معزز ممبر کو مطمئن کریں۔

وزیر تعلیم: میں آپ کے آفس میں آپ کو پہنچا دوں گا۔

جناب سپیکر: شیخ جعفر خان مندوخیل اپنا اگلا سوال نمبر پکاریں۔

☆74 شیخ جعفر خان مندوخیل:

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں پرائیویٹ اسکولز و کالجز محکمہ تعلیم کی منظوری و اجازت سے کھولے جاتے ہیں؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو پرائیویٹ اسکولز و کالجز کھولنے کا طریقہ کار اور criteria کیا ہے۔ نیز قائم کردہ ان کالجز و اسکولز کی ضلع وار تفصیل مع داخلہ ٹیوشن و دیگر فیسوں کے متعین کرنے کے طریقہ کار کی تفصیل بھی دی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرائیویٹ اسکولز و کالجز کے متعین کردہ فیسوں اور سلیبس کی خلاف ورزی بھی ہوتی ہے؟

(د) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو اس سلسلے میں تاحال کن کن اسکولز و کالجز کے سربراہان کو شوکانوٹس جاری کئے گئے ہیں۔ تفصیل دی جائے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو وجہ بتلائی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ صوبہ میں پرائیویٹ اسکولز و کالجز محکمہ تعلیم کی منظوری و اجازت سے کھولے جاتے ہیں۔

(ب) پرائیویٹ کالج کھولنے کیلئے نظامت تعلیمات کالجز کی ایک کمیٹی مذکورہ کالج کا معائنہ کر کے اس کی عمارت، سائنس لیبارٹریز، لائبریری، فرنیچر اور دیگر ضروریات کے ساتھ اس میں تعینات اساتذہ کی تعلیمی قابلیت نصاب اور فیس کے حجم کا جائزہ لینے کے بعد کالج کے قیام کیلئے عدم اعتراض سرٹیفکیٹ

(NOC) جاری کرنے یا نہ کرنے کی سفارش کرتی ہے اور محکمہ کمیٹی کی سفارش کو مد نظر رکھ کر کارروائی عمل میں لاتا ہے۔ صوبہ میں قائم کردہ پرائیویٹ کالجز کی ضلع وار تفصیل مع داخلہ ٹیوشن اور دیگر فیسوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) قواعد و ضوابط کے تحت پرائیویٹ کالجز متعین کردہ فیس اور سلیپس کی خلاف ورزی نہ کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔

(د) تا حال کسی پرائیویٹ کالج کے متعین کردہ فیس اور سلیپس کی خلاف ورزی کی شکایت نظامت تعلیمات کالجز کو موصول نہیں ہوئی اس لئے کسی کالج کے سربراہ کو شوکاژ نوٹس جاری نہیں کیا گیا۔

Mr. Speaker: Question No 74 minister education !

وزیر تعلیم: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

Mr . Speaker: Answer be taken as read , Any supplementary on Question 74 .

شیخ جعفر خان مندوخیل: سر! اسمیں میں نے پوچھا ہے اگر سوال آپ دیکھ لیں میں نے اسکولز اور کالجز کی تفصیل پوچھی ہے کہ پرائیویٹ اسکولز کا کنٹرول کیا ہے۔ میں اگر ایک دفعہ سوال پڑھ لوں۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں پرائیویٹ اسکولز و کالجز محکمہ تعلیم کی منظوری و اجازت سے کھولے جاتے ہیں؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو پرائیویٹ اسکولز و کالجز کھولنے کا طریقہ کار اور criteria کیا ہے۔ نیز قائم کردہ ان کالجز و اسکولز کی ضلع وار تفصیل مع داخلہ ٹیوشن و دیگر فیسوں کے متعین کرنے کے طریقہ کار کی تفصیل بھی دی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرائیویٹ اسکولز و کالجز کے متعین کردہ فیسوں اور سلیپس کی خلاف ورزی بھی ہوتی ہے؟

(د) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو اس سلسلے میں تاحال کل کن کن اسکولز و کالجز کے سربراہان کو شوکاژ نوٹس جاری کئے گئے ہیں تفصیل دی جائے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو وجہ بتلائی جائے؟

اسمیں میں نے پوچھا تھا معزز منسٹر صاحب نے ان کے محکمہ تعلیم نے جو جواب دیا تھا وہ کالجز کا ہے اسکولز کا نہیں ہے جبکہ سب سے زیادہ جو تکلیف ہوتی ہے کالجز یا یونیورسٹی میں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آخر میں جو صفحہ ہے اس پر نہیں ہے؟

شیخ جعفر خان مندوخیل: نہیں اسکولز کی تفصیل اس میں نہیں آئی ہے اسکولز کی تفصیل basic تو یہ سوال اسکولز کے لئے کیا تھا کہ آیا پرائیویٹ اسکولز پر آپ کا کنٹرول کتنا ہے انکی فیسز کتنی ہیں اور انکے examination کا طریقہ کار کیا ہے کتنے اسکول ہیں سب رجسٹرڈ بھی ہیں یا نہیں زیادہ حصہ اسکولز کا بنتا ہے کالجز میں بہت کم حصہ آتا ہے۔

جناب سپیکر: جی منسٹر صاحب!

وزیر تعلیم: جناب والا! جب ہم کوئی اسکول رجسٹرڈ کرتے ہیں اس کیلئے EDO کو درخواست دیتے ہیں EDO جا کر اس جگہ کا معائنہ کرتے ہیں اس اسکول کی سائٹ کو دیکھتے ہیں ہمارے روز کے مطابق جو فیس ہے اگر اس سے وہ زیادہ وصول کرے یا جو ہم نے رجسٹریشن کی ہوئی ہے اگر اسکی خلاف ورزی کرتا ہے تو ہم اس کی رجسٹریشن منسوخ کر سکتے ہیں اسکولوں کی تعداد چونکہ انہوں نے لفظ تعداد mention نہیں کیا ہے کہ اسکولوں کی تعداد بتائی جائے نئی رجسٹریشن ہم نے ابھی تک کوئی نہیں کی ہے پرانی رجسٹریشن کے مطابق جو اسکول چل رہے ہیں اسی کے اوپر ہیں اگر ان کو کسی پر اعتراض ہے تو وہ بتادیں اگر کوئی زیادتی کر رہا ہے یا فیس زیادہ لے رہا ہے تو اسکے خلاف ہم قانونی چارہ جوئی کر سکتے ہیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: سر! میں معزز منسٹر کو نہیں سمجھا سکا۔ ضمنی میں میں نے اسکول، کالجز اور یونیورسٹیز کی تفصیل مانگی ہے۔

جناب سپیکر: وہ تفصیل مانگ رہے ہیں آپ نے کالجز کی تفصیل دی ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: کالجز اور یونیورسٹیز کی تو آپ کے ڈیپارٹمنٹ نے اچھی تفصیل دی ہے۔ اسی طرح اسکول کی تفصیل نہیں ہے اسکول کی تفصیل آئے تو ہم دیکھیں گے کہ کونسا اسکول۔۔۔۔۔

وزیر تعلیم: وہ لسٹ تو فراہم کر دی ہے آپ کو ظہور حسین کھوسہ صاحب نے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: میں تو کہتا ہوں کہ اگر اس سوال کو آپ ڈیفنڈ کریں بیسک مجھے نہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اگر آپ دونوں چیئر کو ایڈرس کریں تو بہتر ہوگا۔

وزیر تعلیم: میں لسٹ دے دوں گا تاکہ آپ کو تسلی ہو جائے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: مجھے نہیں اگر ہاؤس کو آپ لسٹ فراہم کریں؟

جناب سپیکر: آپ ایسا کریں معزز ممبر صاحب کو اور اسکی کاپی تمام ہاؤس کی ٹیبل پر رکھ دیں۔

For the information of the House.

شیخ جعفر خان مندوخیل: ہاؤس کی پراپرٹی بنا دیں۔

وزیر تعلیم: میں آپ کو پہنچا دوں گا جناب! اگلے اجلاس میں۔

جناب سپیکر: اس سوال کی کاپی آپ تمام معزز ممبران کی ٹیبل پر رکھ دیں۔

وزیر تعلیم: انشاء اللہ۔

جناب سپیکر: جی جعفر صاحب اپنا اگلا سوال نمبر پکاریں۔

☆78 شیخ جعفر خان مندوخیل:

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

کیا یہ درست ہے کہ کوئٹہ شہر میں ہائر ایجوکیشن کا کوئی دفتر قائم نہیں کیا گیا ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟ نیز کیا حکومت کوئٹہ شہر میں ہائر ایجوکیشن کا دفتر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو وجہ بتلائی جائے؟

وزیر تعلیم:

یہ معاملہ نظامت تعلیمات (اسکولز) کے دائرہ اختیار سے باہر ہے ہائر ایجوکیشن (HEC)

اسلام آباد اور وفاقی حکومت ہی اس ضمن میں تفصیل فراہم کرنے اور مزید کارروائی کے مجاز ہیں۔

جناب سپیکر: سوال نمبر 78 منسٹر ایجوکیشن!

وزیر تعلیم: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

Mr . Speaker: Answer taken as read , Any supplementary on question 78 .

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب! اس کا تو مجھے بھی definitely پتہ ہے بلکہ پورے ہاؤس کو پتہ

ہے ہائر ایجوکیشن کے متعلق۔ یونیورسٹی تک کا جو لیول ہوتا ہے وہ فیڈرل گورنمنٹ کا subject ہے

لیکن اس میں نے پوچھا تھا کہ جو ہائر ایجوکیشن کے ہمارے منسٹر ہیں میر ہزار خان بجا رانی صاحب

19 جنوری کو انہوں نے کہا تھا کہ اگر صوبائی حکومت یا صوبائی محکمہ تعلیم مجھے آٹھ کنال یعنی

”چھتیس ہزار فٹ“ زمین دے دے تو ہم یہاں اپنا دفتر establish کر سکتے ہیں کیا ان کے علم میں

یہ بات آئی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: زمین دینا ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا کام نہیں ہے وہ گورنمنٹ آف بلوچستان دے گی۔
وزیر تعلیم: اس کا تو مجھے پتہ نہیں ہے نہ ہی انہوں نے زمین کی ڈیمانڈ کی ہے اگر وہ زمین مانگیں
تو میرے پاس ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی زمین پہلوان با باروڈ پر پڑی ہے میں صبح ان کو دے دیتا ہوں۔
جناب سپیکر: ٹھیک ہے آپ ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے پوچھیں اگر وہ لینا چاہتا ہے تو اس کو
facilitate کر دیں۔

وزیر تعلیم: بالکل facilitate کر دیں گے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: میں آپ کے جواب سے مطمئن ہوں کہ آپ کے ساتھ انہوں نے کوئی
communication نہیں کی ہے۔ لیکن آپ کے اور ہاؤس کے نوٹس میں یہ بات لا رہا ہوں
کہ فیڈرل ایجوکیشن منسٹر نے فلور پر کہا ہے کہ میں اپنا دفتر establish کر دوں گا اگر صوبائی حکومت مجھے
زمین دے دے۔ kindly اگر آپ initiative لے کر کے کہہ دیں کہ ٹھیک ہے یہ زمین ہم آپ کو
دے دیں گے یہ صوبے کیلئے بہت ہی اچھا ہو جائے گا۔
وزیر تعلیم: ٹھیک ہے جناب! میں ان سے رجوع کروں گا۔

Mr . Speaker: Ok. thank you.

جعفر خان مندوخیل صاحب اپنا اگلا سوال پکاریں۔

☆ 79 شیخ جعفر خان مندوخیل:

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

اسکولز اور کالجز میں تعینات ڈائریکٹرز، ڈپٹی ڈائریکٹرز بشمول دیگر تمام افسروں کے نام مع ولدیت، گریڈ
اور سناریٹی کی تفصیل دی جائے؟

وزیر تعلیم:

اس ضمن میں اسکولز کیڈر سے متعلق ڈائریکٹوریٹ میں کام کرنے والے افسران کی فہرست
ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

Mr . Speaker: Question 79 taken as read , Any supplementary

on it .

وزیر تعلیم: جناب! اس کا جواب دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: ok جی. taken as read انہوں نے آخری صفحہ پر تفصیل دی ہوئی ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب! تفصیل دی ہوئی ہے لیکن کالجز کی نہیں دی ہے۔

وزیر تعلیم: جناب! اس کی تفصیل پہلے دے دی ہے۔ کالجز اور اسکول دونوں کی تفصیل دی ہوئی ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: نہیں پیچھے اسکول کی تفصیل دی ہوئی ہے کالجز کی اس میں نہیں ہے۔

وزیر تعلیم: نہیں اس کی تفصیل پہلے سوال میں دی ہوئی ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: وہ دوسری تفصیل ہے اس کو میں پھر آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ یہ تفصیل

اس میں نہیں مانگی تھی جو پرائیویٹ کالجز کی تفصیل تھی وہ اس میں مانگی ہے۔ اسکولز و کالجز میں

تعینات ڈائریکٹرز، ڈپٹی ڈائریکٹرز بشمول دیگر تمام افسران کے نام مع ولدیت، گریڈ اور سناریٹی کی

تفصیل دی جائے؟ یہ پہلے بھی نہیں دی ہوئی ہے اس میں اسکول کی تو دے دی ہے کالجز کی نہیں

دی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ دیکھیں اسکول، کالجز اور ڈائریکٹوریٹ کی بھی تفصیل وہ ان کو

دے دیں۔

وزیر تعلیم: جی ہاں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب! اسکول کیڈر کے متعلق انہوں نے لکھا ہے کہ اس میں کام کرنے

والے افسران کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اگر آپ دیکھیں تو صرف کالجز کی ہے۔

وزیر تعلیم: یہ میرے پاس تو آگئی ہے شاید جعفر خان صاحب کے پاس نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے آپ ان کو پہنچا دیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: ٹھیک ہے اگر آپ کے پاس آگئی ہے تو اس کو ہاؤس کی پراپرٹی بنا دیا

جائے تو درست ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے آپ اسمبلی سیکریٹریٹ کو دے دیں تاکہ باقی آئٹیمز ممبر صاحبان کو مل جائے

اور جعفر صاحب کو بھی مل جائے۔

وزیر تعلیم: ٹھیک ہے۔

محترمہ نسرین کھیران: جناب! پوائنٹ آف آرڈر۔

Mr . Speaker: No point of order during question hour .

اس کے بعد میں پوائنٹ آف آرڈر کیلئے آپ کو فلور دوں گا۔ شیخ جعفر صاحب اپنا اگلا سوال پکاریں۔
☆80 شیخ جعفر خان مندوخیل:

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

یکم مارچ 2008ء تا 28 فروری 2009ء کے دوران محکمہ تعلیم کے اسکولز سیکشن کے گریڈ 16 و بالا کے کل کس قدر اساتذہ کے تبادلے کوئٹہ سے دیگر اضلاع اور دیگر اضلاع سے کوئٹہ کئے گئے ہیں۔ ان کے نام مع ولدیت اور جائے تبادلہ کی تفصیل دی جائے؟

وزیر تعلیم:

یکم مارچ 2008ء تا 28 فروری 2009ء کے دوران محکمہ تعلیم کے گریڈ 16 و بالا اساتذہ کے تبادلے کوئٹہ سے دیگر اضلاع اور دیگر اضلاع سے کوئٹہ کئے گئے ہیں۔ جن میں گریڈ 16 کے 58، 17 کے 4، 18 کے 7 اور 19 کے 6 اساتذہ شامل ہیں۔ ان کے نام مع ولدیت اور جائے تبادلہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

وزیر تعلیم: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

Mr . Speaker: Question taken as read , Any supplementary on question 80 .

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب! اس میں ایک پرسنل سی ضمنی ہے شاید اس میں victimize نہ ہو۔ فیض اللہ ولد عصمت اللہ MNA کے بیٹے کا بلا وجہ کوئٹہ سے قلعہ سیف اللہ تبادلہ کر دیا گیا ہے کیا وجہ تھی اس کی۔ یہ لسٹ میں منسلک ہے۔

وزیر تعلیم: ٹھیک ہے آپ نے لسٹ مانگی ہے تو میں نے اس کو ٹرانسفر کیا ہے اس کی ضرورت کوئی وجہ ہوگی۔ آپ نے وجہ نہیں پوچھی ہے وجہ پوچھیں گے تو میں آپ کو بتا دوں گا۔ وجہ تو ابھی مجھے پتہ نہیں ہے ستر ہزار ملازمین ہیں کوئی ہوگی تو میں بتا دوں گا۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: یہ تو میں پوچھ رہا ہوں کہ MNA صاحب کے بیٹے کو ادھر سے ادھر بھیجنا یہ کیسے ہوا ہے۔ جناب! کسی کو خوش کرنے کیلئے تو اس کو نہیں بھیجا ہے؟
وزیر تعلیم: نہیں کوئی وجہ ہوگی۔

جناب سپیکر: جعفر خان! کوئی اگر relevant اس کے متعلق ضمنی ہو جائے؟

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب! میری یہ ضمنی تھی وزیر صاحب نے فیض اللہ ولد مولوی عصمت اللہ کو ٹرانسفر کیا ہے تو ایک جگہ سے اٹھا کر کسی اور جگہ ٹرانسفر کر دیتے ہیں تو اس کیلئے پرا بلیم ہوتا ہے definitely چھوٹے گریڈ کی پوسٹ ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس کی کوئی وجہ ہے؟

وزیر تعلیم: جناب! شہر میں آنے کیلئے سب تیار ہیں اور کوئٹہ میں آنے کیلئے اس وقت جو میرے پاس رش ہے وہ اسی فیصد ہے سب چاہتے ہیں کہ ان کا تبادلہ کوئٹہ میں ہو اگر میں سب کو کوئٹہ ٹرانسفر کر دوں تو سکون ہو جائے گا مگر یہاں سے یہ قانون بن جائے اگر اس اسمبلی فلور پر یہ بات کنفرم کر دی جائے کہ جس ڈسٹرکٹ سے وہ appoint ہو کر آئے ہیں وہ وہیں کام کریں تو میں سمجھتا ہوں ایجوکیشن بہت آگے چلی جائے گی۔ آج جو ایجوکیشن پیچھے ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ہمارے منسٹر صاحبان ہمارے ایم پی اے صاحبان سیکرٹری صاحبان اور یہ تمام ایم این اے وہ چاہتے ہیں کہ ان کی مرضی کے مطابق پوسٹنگ اور ٹرانسفر ہو جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہاؤس اس پر منفقہ پابندی لگا دے تو میرے لئے بھی آسانی ہوگی اور ایجوکیشن کو آگے لے جانے میں مدد ملے گی۔

جناب سپیکر: آپ دیکھئے کہ کسی کے ساتھ نا انصافی نہ ہو۔

وزیر تعلیم: کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہوگی انشاء اللہ۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: منسٹر صاحب! آپ اس کو چیک کر لیں ایس ایس ٹی کی پوسٹ normally ہوتی ہے جس ضلع میں تعیناتی ہوتی ہے اس کو اس ضلع میں رکھا جاتا ہے کیونکہ تنخواہ کم ہوتی ہے اگر اس کو باہر بھیجیں گے تو اس کی آدھی تنخواہ چلی جائے گی۔

وزیر تعلیم: میں اس کو دیکھ لوں گا آپ کو جواب دے دوں گا۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: آخری صفحہ پر سیریل نمبر 3 پر جو ایس ایس ٹی ہے اسکول کلی نا صران کوئٹہ سے اس کا تبادلہ امیر آباد قلعہ سیف اللہ کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ معلوم کر کے ممبر صاحب کو بعد میں بتا دیں انہوں نے سیریل نمبر 3 کا کہا ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: لاسٹ پیج پر جناب! سیریل نمبر 3 فیض اللہ ولد مولوی عصمت اللہ کلی

ناصران کوئٹہ سے ہائی اسکول امیر آباد قلعہ سیف اللہ تبدیل کر دیا گیا ہے۔ کیا اس کا تبادلہ اس کی خواہش پر کیا گیا ہے یہ عموماً کم گریڈ والے باہر نہیں بھیجے جاتے ہیں۔ ان کی جہاں تعیناتی ہوتی ہے وہاں ان کو رکھا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: ان کا گریڈ تو 16 ہے یہ ٹرانسفر اسپل ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب! یہ ٹرانسفر اسپل ہے لیکن ان کو تبدیل نہیں کیا جاتا ہے جناب! آپ کے ضلع میں بھی یہ ہوگا کوئی اگر کمی ہو یا ضرورت ہو تو تبدیل کیا جاتا ہے۔ وزیر تعلیم: وہاں کمی تھی اس وجہ سے اس کو وہاں ٹرانسفر کیا ہے اور یہاں کوئٹہ میں 80 سرپلس بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے میں نے باہر ٹرانسفر کیا ہے۔

جناب سپیکر: ok ظہور کھوسہ صاحب! سوال نمبر 80 پر ضمنی کر رہے ہیں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: جناب! پرائمری سے مڈل اسکول - مڈل سے ہائی اسکول کیلئے کوئی criteria ہے اگر وزیر تعلیم بتا سکیں تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ضمنی نہیں ہے منسٹر صاحب سے انفارمیشن مانگ رہے ہیں۔ منسٹر صاحب! اگر آپ ممبر صاحب کو جنرل information دے دیں؟

وزیر تعلیم: آپ گریڈیشن کیلئے فنڈ تو نہیں ہے ہم اگلا بجٹ بنا رہے ہیں اس بجٹ کیلئے ہم تمام ایم پی اے صاحبان سے رابطہ کر کے ان کے دو دو اسکول پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائی کر دیں گے ان سے رائے لے لیں گے اگلا بجٹ 2010ء کا جو بجٹ ہوگا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے question hour is over سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ راجیلہ درانی صاحبہ کراچی گئی ہوئی ہیں انہوں نے تیس تاریخ کے اجلاس کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی صاحبہ نے اسلام آباد جانے کی وجہ سے تیس مارچ تا چار اپریل کے اجلاس کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

جناب محمد یونس ملا زئی صاحب نے اسلام آباد جانے کی وجہ سے آج کے اجلاس کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

سردار ثناء اللہ زہری صاحب نے اسلام آباد جانے کی وجہ سے تیس مارچ تا چار اپریل کے اجلاسوں کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

میر قمبر علی گچھی صاحب نے ناسازی طبیعت کی وجہ سے ڈاکٹروں نے ایک مہینہ ریست کرنے کا مشورہ دیا ہے وزیر موصوف نے ایک مہینے کی رخصت کی درخواست دی ہے۔

مسٹر جعفر جارج صاحب کوئٹہ سے باہر ضروری کام سے گئے ہوئے ہیں انہوں نے تیس مارچ تا چار اپریل کے اجلاسوں کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

جناب جان علی چنگیزی صاحب اسلام آباد گئے ہوئے ہیں انہوں نے پانچ دن کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

کیپٹن (ر) عبدالحق اچکزئی صاحب کوئٹہ سے باہر ہیں وزیر موصوف نے آج کے اجلاس کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

محترمہ عظمیٰ پیر علیزئی صاحبہ سرکاری امور کے سلسلے میں کوئٹہ سے باہر گئی ہوئی ہیں محترمہ نے تیس مارچ کے اجلاس کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

محترمہ پروین مگسی صاحبہ کوئٹہ سے باہر ہیں وزیر صاحبہ نے آج کے اجلاس کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

سید مطیع اللہ آغا ڈپٹی سپیکر ضروری کام کی وجہ سے اسلام آباد گئے ہوئے ہیں انہوں نے آج کے اجلاس کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟
(رخصت کی درخواستیں منظور ہوں)

جناب سپیکر: جی بشر دوست صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے تھے؟

جناب عبدالحق بشر دوست (وزیر ہدایات): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا! کچھ عرصہ پہلے بلوچستان کی نہایت قابل احترام شخصیت نواب ایاز جوگیزی صاحب کے ساتھ کوئٹہ ایئر پورٹ پر ایک شخص شیخ اسلام جس کا نام ہے اس کی طرف سے بدتمیزی کی گئی تھی نواب صاحب کو گالیاں دی گئیں۔ نواب صاحب نہ یہ کہ پشتونوں کے نواب ہیں بلکہ سارے بلوچستان کیلئے قابل احترام شخصیت ہیں اور ان کے اپنے قبیلے کے یہاں پر بلوچستان اسمبلی میں سات ایم پی اے ہوتے ہیں لہذا نواب ایاز خان

جو گیزئی کے ساتھ جو بدتمیزی کی گئی ہے میں معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ اس کے خلاف ایسی کارروائی کی جائے کہ آئندہ ایسی معزز شخصیت کے ساتھ بدتمیزی نہ کی جائے۔
جناب سپیکر: نہیں ایسا نہیں آپ کا پوائنٹ آن ریکارڈ آ گیا۔ لاء منسٹر اس کو وزیر اعلیٰ تک پہنچائے گی اگر کسی کے ساتھ ناجائز ہوا ہے تو حکومت اس کا نوٹس لے گی۔

وزیر بلدیات: Thank you.

جناب سپیکر: جی محترمہ نسرین کھیتران صاحبہ!

محترمہ نسرین کھیتران (وزیر): جناب! لاہور میں دہشت گردوں کی طرف سے حملہ ہوا ہے ہم اس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ اور دوسرا میرے محترم وزیر ایجوکیشن صاحب کہہ رہے ہیں میں ان سے سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں آپ سوال نہیں کر سکتی ہیں آپ بات کریں کسی اور پوائنٹ پر۔ آپ سوال نہیں کر سکتی ہیں کیونکہ
You are the minister , and you are the part of government . You are the cabinet member.

محترمہ نسرین کھیتران (وزیر): لیکن اگر کابینٹ میں ڈسکشن نہ ہوئی ہو تو ہم یہاں سوال کریں۔

Mr . Speaker: That is not my fault .

گورنمنٹ کا ایک فورم ہے آپ وہاں بات کریں۔

محترمہ نسرین کھیتران (وزیر): پھر آپ مجھے بتائیں میں اپنے ضلع کی ایجوکیشن کا مسئلہ کیسے حل کروں؟
جناب سپیکر: دیکھیں آپ گورنمنٹ ہیں آپ گورنمنٹ میں ڈسکشن کریں منسٹر صاحب کے چیئرمین میں آپ جائیں۔ آپ کو لیگ ہیں اس طرح رولز اور اسمبلی کی روایت سے ہم ہٹ جاتے ہیں۔
محترمہ نسرین کھیتران (وزیر): ٹھیک ہے میں منسٹر صاحب سے یہ کہوں گی کہ میرے ضلع کے جتنے پراہلز ہیں مجھے اپنے چیئرمین میں یا اپنے آفس میں ٹائم دیں تاکہ میں ان سے بات کر سکوں شکریہ۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے محترمہ حسن بانو صاحبہ اپنی تحریک التوا نمبر 6 پیش کریں۔

آر آر بیبل ممبر صاحبہ نہیں ہیں تحریک التوا نمبر 6. Is disposed off.

وزیر بلدیات: جناب سپیکر صاحب! گزشتہ دنوں کلی عبدالرحمن زئی میں فورسز کی طرف سے نا معلوم وجوہات کی بنا پر ایک گھر پر چھاپہ مار کر ایک شخص جان علی کو گرفتار کر کے لے گئے اور کچھ فاصلے پر

اس کو چھوڑ دیا گیا یہ انہوں نے بتایا کہ اس کے گھر سے کچھ قیمتی چیزیں لے گئے ہیں لہذا منسٹر لاء اس کو بتائیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے لاء منسٹر نے اس کو نوٹ کر لیا ہے۔ آپ کا پوائنٹ آن ریکارڈ آ گیا لاء منسٹر concerned محکمہ سے بات کر لے گی۔ لاء منسٹر صاحبہ! آپ سب کے پوائنٹ سن لیں پھر حل کریں۔ جی ظہور حسین خان کھوسہ!

میر ظہور حسین خان کھوسہ: جناب والا! یہ مسئلہ پہلے بھی یہاں زیر بحث آیا ہے ڈیرہ اللہ یار حیدرین روڈ فی کلو میٹر ڈیڑھ کروڑ سے چالیس کلو میٹر پر کام ہو رہا ہے اس کا ایک حصہ پر کام ہو رہا ہے دوسرا حصہ تیس کلو میٹر پر بجزی، مٹی اور پتھر ڈالے گئے ہیں لیکن 2002ء سے کام شروع ہوا ہے اور ایک سال سے یہ بند ہے اس روڈ پر اتنا بڑا پیسہ involve ہے اور وہ روڈ ادھورا پڑا ہے۔ اس کا کوئی رزلٹ نہیں ہے جناب! میں آپ کے توسط سے اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس پر کام شروع کیا جائے ورنہ اس ٹھیکیدار کے خلاف ایف آئی آر درج ہو کوئی قدم اٹھایا جائے ورنہ محکمہ اس کو مکمل کروائے۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آن ریکارڈ آ گیا ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب! یہ شروع میں کہنا تھا کہ لاہور میں جو واقعہ ہوا ہے اور پرسوں ایک صحافی راشد قتل ہوا ہے ان کے لئے دعا کریں۔

محترمہ روبینہ عرفان (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب! آج سوراب میں پرنسپل عالم زہری کو قتل کیا گیا ہے ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر: تمام مرحومین شہداء کے لئے دعا کی جائے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: جی جعفر خان!

شیخ جعفر خان مندوخیل: میں منسٹر ہیلتھ صاحب کے نوٹس میں Through this august House یہ معلومات لانا چاہوں گا کہ مجھے آج کسی نے ٹیلیفون کیا کہ کونٹہ کے سول ہسپتال میں antirabi injections available نہیں ہیں۔ یا اینٹی ٹائٹنس انجیکشنز available نہیں ہیں۔ جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ بہت ہی ابتدائی چیز ہے۔ تو منسٹر صاحب اس کا kindly نوٹس لیں اور یہ انجیکشنز ہسپتال کو فراہم کر دیں۔ اور تحقیقات کریں کہ اس طرح کی انجیکشنز جیسی ادویات آپ کے

طرف سے اور اسمبلی کی طرف سے اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اُنہوں نے آ کر ہمارے ساتھ بلوچستان کے عوام کے ساتھ جو ہمدردی رکھی ہے اور ہمیں بار بار وہاں بلا کے ہماری تجاویز ہم سے طلب کی ہیں اور اس بارے میں ہماری مشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اُمید رکھتے ہیں کہ وہ آئندہ بھی ہمارے ساتھ اسی طرح کا رویہ رکھیں گے اور ہمارے مسئلوں کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر: جعفر صاحب! اپنی تحریک التوا نمبر 4 پیش کریں۔

تحریک التوا نمبر 4

شیخ جعفر خان مندوخیل: میں اسمبلی قواعد و انضباط کا رجحیہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوا کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ خضدار بشمول صوبہ بھر میں حالیہ بارشوں کے دوران اغوا اور ڈکیتی کے رونما ہونے والے واقعات کی وجہ سے عوام سخت پریشانی میں مبتلا ہیں (اخباری تراشہ منسلک ہے)۔ اور ساتھ ہی تاجر برادری ٹرانسپورٹرز اور سرمایہ کاروں کی ہڑتالوں کے باعث حکومت کو کروڑوں روپوں کے نقصانات بھی اٹھانے پڑ رہے ہیں۔ مزید برآں صوبہ میں امن و امان کی صورتحال بھی کافی حد تک متاثر ہو رہی ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم عوامی نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: تحریک التوا نمبر 4 پیش ہوئی۔ جی معزز ممبر اگر اس کی admissibility پر بات کرنا چاہیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: لاء اینڈ آرڈر سے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ in general تو ایک واقعے کا ذکر یہاں کیا گیا ہے لیکن جزئی جیسے ابھی minister for mines خود کہہ رہے تھے کہ خضدار میں فلا ناں فلا ناں واقعات ہوئے تھے ہم حکومت میں ہم کس سے کہیں۔ تو اُس پر اُنہوں نے واک آؤٹ بھی کیا۔ میں بھی یہی کہتا ہوں کہ . We are all government here لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ اس وقت اس صوبے میں روز بروز حالات خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ اغوا برائے تاوان کا یہاں بلوچستان میں کوئی problem نہیں تھا جو ابھی first time شروع ہوا ہے۔ قبائلی علاقہ ہے انتہائی سخت حالات ہیں لوگ ڈرتے ہیں گھر سے نہیں نکل سکتے ہیں لوگوں نے نقل مکانی شروع کر دی ہے۔ high way dacoits اخبارات میں روزانہ آ رہے ہیں کہ پورے پورے ٹرک لوٹ لیتے جاتے ہیں۔ میرے ساتھ اس کی مختصر تفصیل ہے۔ last دو مہینوں میں تقریباً 80 ٹرک لوٹ لیتے گئے ہیں۔

پورے ٹرک بھی لے جاتے ہیں اور سامان بھی لے جاتے ہیں پھر وہ اغوا کار اس ٹرک کے پُرزے کر کے مارکیٹ میں بیچ دیتے ہیں اور سامان منڈی میں بیچ دیتے ہیں یا پھر اسی مالک سے مطالبہ کر کے دوبارہ اُس کے ساتھ سودا کر کے اُن کو واپس فروخت کر دیتے ہیں۔ یہ سکیورٹی public میں آئی ہوئی ہے اس وجہ سے اور مجھے اُن لوگوں کے نام بھی پتہ ہے میں ریکارڈ پر لانا نہیں چاہوں گا کہ کس نے کتنا ٹرک، لوگ میرے پاس آئے ہیں کہ بھی فلانا میرا دو ٹرک لے گیا ہے ستائیس لاکھ اٹھائیس لاکھ اور تیس لاکھ روپے میں واپس میں نے اپنے ٹرک خریدے۔ اور یہ gangs ہیں باقاعدہ پولیس کی اور حکومت کے نوٹس میں ہے۔ میں سمجھتا ہوں پہلے یہ لیویز کی وجہ سے تھا کہ لیویز اس میں تھوڑا زیادہ خیال رکھتی تھی۔ آج جو پولیس پورے صوبے میں چلی گئی بجائے لاء اینڈ آرڈر بہتر ہونے کے اور deteriorate ہو رہا ہے۔ اس وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ خاص کر منگلوچر ایریا ہے وڈ ہے بولان ہے یہ آپ کا سریاب روڈ ہے ان جگہوں پر یہ ٹرکیں جب کراچی سے goods لاتا ہیں یا پنجاب سے یا یہاں سے لے جاتی ہیں لُوٹے جاتے ہیں۔ لوگوں کو پھر وہی ٹرک واپس بیچ دیئے جاتے ہیں۔ یہاں سے لوگ اغوا کر کے لے جاتے ہیں باقاعدہ پناہ گاہیں بنائی ہوئی ہیں جہاں وہ اغوا کنندگان کو رکھا جاتا ہے پھر اُن کے والدین سے یا رشتہ داروں سے مذاکرات کر کے تاوان لے کر اُن کو چھوڑ دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی خراب حالات ہیں اس وقت اس صوبے کے یہ جو واقعے ہو رہے ہیں لاء اینڈ آرڈر کے حساب سے۔ تو اس وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس اس پر discussion کر لے۔ جیسے آج امپوزیشن کے اوپر discussion ہے لاء اینڈ آرڈر کے متعلق جو بھی چاہے وزیر ہوں They can discuss it اور جو ممبر ہیں وہ بھی اس میں discuss کر سکتے ہیں اور اس کیلئے تجاویز بنا کر اس اسمبلی کو دیں۔ حکومت کو تجاویز دیں کہ کونسے اقدامات اٹھائے جائیں کہ لاء اینڈ آرڈر کنٹرول میں آجائے خصوصی طور پر گاڑیوں اور ٹرکوں کا اغوا آدمیوں کا اغوا یہ نیا phenomena شروع ہوا ہے۔ اسپیشلی اس کو بھی consideration میں لایا جائے۔

That's my request.

میر شعیب نوشیروانی: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی شعیب نوشیروانی صاحب!

میر شعیب نوشیروانی: جناب سپیکر صاحب! میں اپنے پارلیمانی لیڈر جعفر خان مندوخیل صاحب کی اس

بات کو support کروں گا جولاء اینڈ آرڈر کی situation ہے اس وقت بلوچستان میں خصوصاً چوری ڈکیتی اور اس معاملے کو اگر دیکھا جائے اور ان وارداتوں اور واقعات کا مشاہدہ کیا جائے تو لگتا ایسے ہے جیسے چور اور ڈاکوؤں نے اپنی ایک establishment بنائی ہوئی ہے ایک secretariat بنایا ہوا ہے جہاں مختلف اضلاع میں یہ چوری اور ڈکیتی کی وارداتیں کرتے ہیں۔ تو صرف یہ نہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ گینگ ہیں جتنی بھی ساری یہ کراچی کونٹے روٹ پر کرتے ہیں مختلف علاقوں پر لگتا ایسے ہے کہ ان کا آپس میں لنک ہے۔ دراصل اتنی ساری deployment ہے اگر deployment کو دیکھی جائے تو اربوں اور کروڑوں ان پر خرچ ہوتے ہیں خصوصاً کونٹے میں اب ہائی وے پولیس بھی بن چکی ہے جو active ہے کراچی کونٹے روٹ پر پیٹرولنگ کرتی ہے۔ لیکن ان سب کے باوجود اگر اس طرح کے واقعات اور حالات پیش ہوں تو میرے خیال میں یہاں پر نہ کوئی کاروبار کر سکے گا اور نہ اپنا گزارہ کوئی کر سکے گا۔ خصوصاً میں اپنے ڈسٹرکٹ کی بات کروں خاران میں بھی ابھی یہ چیزیں جو کبھی نہیں ہوا کرتی تھیں لیکن بعض ایسے باہر کے لوگ ہیں جو وہاں پر آ کر کے ایسی کارروائیاں کر رہے ہیں۔ بہر حال ہم اپنے طور پر جرگے یا علاقائی جو ثقافت ہے یا معاملات ہیں یا روایتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کچھ اپنے طور پر کارروائی کر رہے ہیں۔ بہر حال یہ ذمہ داری گورنمنٹ کی ہے۔ میں اس تحریک کو support کرتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اسمبلی کے تمام معزز اراکین سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ایک lengthy debate ایک discussion ہو اور اس discussion اور delebration میں کچھ ایسی چیزیں بنائی جائیں اس اسمبلی کی تجاویز کی روشنی میں تاکہ یہ situation جو لوگوں کو پریشانی اور مشکلات کا پورے صوبے میں سامنا کرنا پڑ رہا ہے ان سے نجات مل سکے۔

جناب سپیکر: منسٹر پارلیمنٹری افیئرز آپ ذرا گورنمنٹ کا موقف بتائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ واقعی ایک اہم مسئلہ ہے بلوچستان کے لئے اور بلوچستان کے لاء اینڈ آرڈر کے لئے لوگوں کا تحفظ یہ سب state کی ذمہ داری ہے۔ اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس تحریک التوا کو منظور کیا جائے مگر ہوم منسٹر کو پابند کیا جائے کہ وہ یہاں پر موجود ہوں۔ اور ساتھ ہی آئی جی ایف سی اور آئی جی پولیس کو بھی پابند کیا جائے کہ وہ اس بحث میں یہاں بیٹھ جائیں اس بحث میں تمام اراکین یہاں پر present ہوں میں سمجھتی ہوں کہ یہ صرف ایک صوبہ ایک ضلع یا ایک

یونین کونسل کی بات نہیں ہے بلکہ یہ پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے And I think it should be given time.

جناب سپیکر: جعفر صاحب! گورنمنٹ کی طرف سے تو اس کو oppose نہیں ہو رہا ہے لیکن چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب نہیں ہیں اگر رائے ہو۔ اب پتہ نہیں وزیر اعلیٰ صاحب کی کیا مصروفیات ہیں کہ پرسوں دو تاریخ کے اجلاس میں وہ آسکتے ہیں کہ نہیں۔ اگر ان سے بات کر لیں اور ہم last day اینڈ آرڈر پر کوئی discussion رکھیں ایک ڈیڑھ دو گھنٹے کی تو مناسب ہوگا۔ ورنہ رائے ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اگر آپ سب کہتے ہیں لیکن دو تاریخ کو سی ایم صاحب کا ہونا ضروری ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: discussion میں سی ایم صاحب کی موجودگی آپ definitely اس discussion میں سی ایم صاحب کی موجودگی آپ confirm کر لیں۔ I have no objection on it.

جناب سپیکر: جی منسٹر ہیلتھ صاحب!

وزیر صحت: ہم سب چاہتے ہیں کہ اس پر سب بات کریں۔

جناب سپیکر: بالکل صحیح ہے میں بھی آپ کی بات سے agree کرتا ہوں۔ لیکن میں صرف یہ کہتا ہوں کہ اُس دن وزیر اعلیٰ صاحب کی کیا مصروفیات ہیں اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ دو تاریخ کو ہم اجلاس میں اس پر بحث رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! آپ وزیر اعلیٰ سے رجوع کریں کہ اگر دو نہیں تو چار تاریخ کے اجلاس میں ہو۔

جناب سپیکر: نہیں تو آپ پارلیمانی افیئرز کی منسٹر صاحبہ کریں۔ تاکہ ہم آخری دن اس کو بحث کے لئے رکھیں۔

میر شعیب نوشیروانی: جناب سپیکر! جو پارلیمنٹری کمیٹیاں ہیں وہ constitute ہو جائیں ان میں لاء اینڈ آرڈر کی اپنی ایک کمیٹی ہے تو زیادہ بہتر ہوتا ہے کہ اس طرح کی discussion اگر لاء اینڈ آرڈر کی ہو جائے۔

جناب سپیکر: دیکھیں جی یہ گورنمنٹ کا کام ہے نا۔

میر شعیب نوشیروانی: جناب! آپ کی طرف سے بھی یہ request ہے۔

جناب سپیکر: میں نے تو کہا ہے لیکن وہ گورنمنٹ کا اور coalition partners کا کام ہے کہ

committees form کر کے کریں۔

میر شعیب نوشیروانی: سی ایم صاحب اور concerned ہوم منسٹر کا ہونا ضروری ہے۔ شاید اُس پر اُن کی موجودگی میں یہ discussions ہوں تو زیادہ مناسب ہوگا۔

جناب سپیکر: محترمہ نسرین صاحبہ! آپ اس پر کہیں تو میں رولنگ دوں گا۔

محترمہ نسرین کھٹیران (وزیر): Thank you جناب سپیکر! شکر ہے کہ آپ کو یاد آ گیا۔ یہ قرارداد بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس قرارداد پر ہم بہت لمبی بحث بھی کر سکتے ہیں ہم سب لوگ اس کو support کرتے ہیں لیکن اسی میں دیکھیں کہ ہم پولیس کے معاملے کو بہت sensitive معاملہ سمجھیں۔ اس میں نہ صرف آج جو لاہور کا واقعہ ہوا ہے جو سرحد کے قریب ان کا ٹریننگ اسکول تھا لیکن ہماری سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ ہم اتنا کیوں relaxed ہیں۔ ہر اپنے ڈیپارٹمنٹ میں اور اپنی پالیسی بنانے میں اتنی دیر سے کیوں سوچتے ہیں۔ جب تک ہمیں سکھوں کی طرح کوئی سر پر آ کے مارتا نہیں ہے ہم اُس بات کو سمجھتے نہیں ہیں۔ تو please اس تحریک التوا کو قرارداد کی صورت میں پیش کیا جائے۔ اور وفاق سے اس میں جو بھی ہماری کمی ہے اُس کو ختم کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر: جی جی۔ جعفر صاحب! ایسا کرتے ہیں last day ہے 4th کو ہمارا اجلاس ہے اُس میں ان پر بحث رکھ لیتے ہیں۔ جتنی بحث کرنی ہو معزز ممبران سب کو فلور ملے گا اور پارلیمنٹری افیئرز کی منسٹر صاحبہ سے گزارش ہے وہ اُس دن کوشش کریں کہ جو بھی ہوم ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے جتنے بھی relevant لوگ ہیں اور اگر سی ایم صاحب بھی اُس دن موجود ہوں تو بہتر ہوگا۔ That's your responsibility to convey to all. چار تاریخ کو ہم اس پر بحث کریں گے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر! جو concerned آفیسرز ہیں ہوم ڈیپارٹمنٹ ہے چیف سیکرٹری ہے آئی جی پولیس اور آئی جی ایف سی وہ موجود ہوں۔ کیا آپ اُن کو پابند کر سکتے ہیں کہ وہ بھی آجائیں اور ادھر یہ دیکھ لیں۔

Mr . Speaker: I have requested the law and parliamentary affairs minister.

Sheikh Jaffar Khan Mandokhail: She is requesting you and

you are requesting her.

جناب سپیکر: نہیں میں اُن کو کہہ رہا ہوں کہ اُن کا کام ہے کہ گورنمنٹ کے جتنے ادارے ہیں جو بھی concerned ہیں وہ اگر present رہیں اور سی ایم صاحب کو بھی وہ request کریں کہ میری طرف سے کہ وہ اُس وقت اُس دن یہاں ہوں کیونکہ She is responsible to run the business of the House on the government behalf.

شیخ جعفر خان مندوخیل: ok. right. پھر ہم بھی request کرتے ہیں کہ ان سب کو letter لکھ دیں کہ اس تاریخ کو یہ بحث ہے باقاعدہ official letter ہو۔
جناب سپیکر: چار تاریخ کو اس پر ہم discussion کریں گے۔

سرکاری کارروائی

بلوچستان قوانین اراضی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2009ء (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ

2009ء)

جناب سپیکر: وزیر مال بلوچستان قوانین اراضی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2009ء (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2009ء کی بابت تحریک پیش کریں۔

انجینئر زمرک خان (وزیر مال): میں وزیر مال تحریک پیش کرتا ہوں۔ کہ بلوچستان قوانین اراضی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2009ء (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2009ء) کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: تحریک یہ ہے۔ کہ بلوچستان قوانین اراضی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2009ء (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2009ء) کو منظور کیا جائے۔ سوال یہ ہے کہ تحریک کو منظور کیا جائے؟

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر! اس پر مجھے اعتراض ہے۔

جناب سپیکر: جی جعفر صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر! اس طرح کی وہ bad قانون سازی ہوتی ہے جو بغیر کسی discussion بغیر کسی deliberation کے پیش کر کے بس صرف منظور کر دوں۔ جب بھی ہماری حکومتیں ٹوٹی ہیں اس میں ایک نکتہ ہمیشہ یہ ہوتا ہے۔ کہ حکومت نے کبھی قانون سازی میں صحیح توجہ نہیں دی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس دن I will know کیبنٹ کے ممبر یہاں اختلاف کر رہے تھے کہ یہ کاہنہ سے approve نہیں ہوئی ہے۔ اور یہاں ہاؤس میں بھی اس پر discussion یا

deliberation نہ ہو۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اگر یہ کابینہ میں بھی نہیں آئی جس طرح اس دن اکثر کابینہ کے ممبرز کہہ رہے تھے کہ . We have not seen it in the cabinet اور اس کے بعد یہاں ہاؤس میں بھی اس پر discussions نہ ہوں۔ اس کو ایسے منظور کر لیں تو یہ قانون سازی ہماری سمجھ میں نہیں آرہی کہ کیا ہو گیا۔

جناب سپیکر: جی منسٹر ریونیو! اس کا ذرا briefly بتائیں۔

وزیر مال: جناب سپیکر! میں اتنا بتا دوں کہ یہ جو قانون تھا۔ 2001ء میں بلوچستان لوکل آرڈیننس کو متعارف کرایا گیا۔ پہلے جو کمشنری نظام تھا اس نظام کو ختم کر دیا گیا۔ تو اس وجہ سے جو بھی انتظامی تبدیلی آئی تھی۔ یہ اس وقت سے شروع ہوا تھا اب تک ہر ایک نظام کی خوبیاں بھی ہوتی ہیں اور خامیاں بھی تو اس وجہ سے جو بھی نظام آیا تھا پہلے جو ابھی چل رہا ہے مشرف صاحب کے دور میں تو آپ کو پتہ ہے کہ ہماری صوبائی حکومت کے لئے کتنی مشکلات تھیں۔ اور یہ ٹھیک تھا کہ ضلعی سطح پر یہ نظام متعارف ہوا ایک قسم کا ایک رابطہ ہوا۔ لیکن پھر بھی انتظامی جو صوبائی حکومت کو مشکلات کا سامنا تھا۔ اس وجہ سے پھر اس نظام میں تبدیلی لائی گئی تو اس وجہ سے یہاں جو ذخیرہ اندوزی ہونے لگی جرائم زیادہ ہونے لگے ادھر آپ کو پتہ ہے کہ کتنی ڈکیتیاں اور دہشت گردی اس وجہ سے پھر صوبائی حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ اس نظام کو صوبائی کابینہ میں متعارف کیا جائے۔ جسے 10 جنوری 2009ء کو کابینہ کے اجلاس میں منظور کرایا گیا ہے کہ جو کمشنری نظام ہے اس کو بحال کیا جائے۔ چنانچہ ریونیو ایکٹ کے تحت جس میں ہم تبدیلی لانا چاہتے ہیں۔ تو اسمبلی سے اس کی approval ضروری ہوتی ہے۔ سمری بھی ہم نے وزیر اعلیٰ کو پیش کر دی اور انہوں نے rule 43 (1976) کے تحت اس کو منظور بھی کیا ہے۔ سمری بھی منظور ہو گئی already سب کچھ ہوا ہے۔ اور ایسا نہیں کہ ہم ایک نیا نظام متعارف کرانا چاہتے ہیں۔ وہی پرانے نظام کو دوبارہ بحال کرانا چاہتے ہیں۔ اور اسمبلی سے اس کی منظوری چاہتے ہیں۔ اور اسمبلی سے ہماری request ہے کہ اس کو جلد سے جلد منظور کرے کیونکہ کمشنرز بھی appoint ہو گئے ہیں اور ان کے دفتری نظام میں بہت سی رکاوٹ آرہی ہے۔ جس کیلئے ہم یہ قانون سازی کروانا چاہتے ہیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی جعفر صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر! اتنی سی عرض تھی۔ جیسا کہ منسٹر صاحب نے مہربانی کر کے اس کی

تفصیل بتائی تھوڑی بہت کچھ سمجھ آگئی کہ ہے کیا چیز۔ بنیادی طور پر یہ تھا کہ کابینہ کے ممبرز نے دو دن پہلے جو اجلاس ہوا اس میں انہوں نے یہ point اٹھایا کہ یہ کابینہ سے approve نہیں ہوا ہے۔ لیکن متعلقہ منسٹر صاحب بتا رہے ہیں کہ کابینہ سے approve ہوا ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں ایک step تو اس کا پورا ہو گیا۔ second پھر وہی میں کہوں گا۔ کہ کمیٹیز ان کا wait کرتی ہیں ان کو اسمبلی میں لانے کا مقصد کیا ہوتا ہے۔ صرف ہاں یا ناں۔ مقصد اسمبلی میں لانے کا اس پر مکمل deliberation ہو جائے نکتے لائے جائیں دیکھا جائے اور کتنا بہتر بنایا جاسکتا ہے تو اس سلسلے میں آپ سے request ہے کہ کمیٹیاں تشکیل دیں۔ تاکہ جو قانون سازی ہو رہی ہے یہ اچھی بات ہے اسمبلی کا مقصد بھی قانون سازی ہے کہ ہم لوگ آئیں اور بیٹھیں اور قانون سازی کرنے کیلئے لیکن قانون سازی پھر ادھوری رہ جاتی ہے۔ اسمبلی اس میں کوئی حصہ ہی نہیں لیتی ہے تو وہ کمیٹیز آجائیں اور اس کے اوپر discussion کریں اس کے اوپر مینٹنگ کریں۔ پھر Committee with their own view اس قانون کے ساتھ واپس اسمبلی میں آئے پھر اگر کوئی بہتری آسکتی ہے۔ اس طریقے سے آسکتی ہے۔ state away جو ڈیپارٹمنٹ کا ایک view ہے اس کو ہی endorse کر رہے ہیں کابینہ نے بھی چیف منسٹر نے بھی اور آگے اسمبلی بھی اس کو endorse کر رہی ہے۔ There is no detail of it کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ not only وزارت مال کا بلکہ other قانون سازی جو ہوتی ہے وہ بھی اس طریقے سے نامکمل رہ جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جہاں تک کمیٹیوں کا تعلق ہے۔ یقیناً قائد ایوان اور اراکین ملکر بناتے ہیں۔ لیکن پچھلے ادوار میں بھی آپ نے دیکھا تقریباً ڈھائی سال بعد کمیٹیاں بنیں اور آپ اکثر وہی بات کیا کرتے تھے اور آج بھی آپ کی بات بجا ہے۔ ہاؤس کی کارروائی کے لئے اسٹینڈنگ کمیٹی کا ہونا ضروری ہے اور یہ بھی لاء منسٹر کی purview میں آتا ہے کہ وہ گورنمنٹ سے اس کو take up کرائیں اور اسمبلی میں ان کمیٹیوں کی تشکیل کے لئے پیش کریں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر! آپ کو اگر یاد ہو پچھلے ادوار میں ڈھائی سال ہم نے laps کر دیا بغیر قانون سازی کے یہاں ہم نے سپیکر چیئرمین میں بیٹھ کر آدھے گھنٹے یا ایک گھنٹے کے اندر تمام کمیٹیوں کا فیصلہ کیا۔ Its not a difficult job only you have to call a meeting .
جناب سپیکر: لیکن With the concerned of government , leader of the

House .

وزیر مال: جناب سپیکر! میں جعفر صاحب سے request کرتا ہوں۔ کہ ہمارے دفتری معاملات رکے ہوئے ہیں۔ لہذا آپ سب سے request ہے کہ اس کو منظور کریں۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟

تحریک منظور ہوئی (ڈیک بجائے گئے)

بلوچستان قوانین اراضی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2009ء (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2009ء) منظور ہوا۔

گوارڈ انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2009ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2009ء)

جناب سپیکر: وزیر صنعت و حرفت گوارڈ انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2009ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2009ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔
منسٹر انڈسٹریز موجود نہیں ہیں۔ لاء منسٹر تحریک پیش کریں۔

محترمہ روبینہ عرفان (وزیر قانون و پارلیمانی امور): Thank you جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں وزیر قانون و وزیر صنعت و حرفت کی جانب سے یہ تحریک پیش کرتی ہوں۔ کہ گوارڈ انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2009ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2009ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب سپیکر: تحریک یہ ہے کہ گوارڈ انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2009ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2009ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔
سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی)

گوارڈ انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2009ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2009ء) کو فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔

وزیر صنعت و حرفت گوارڈ انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2009ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2009ء) کے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں وزیر قانون و وزیر صنعت و حرفت کی جانب سے یہ تحریک پیش کرتی

ہوں۔ کہ گوادر انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2009ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2009ء) کو منظور کیا جائے۔

Sheikh Jaffar Khan Mandokhail: Objection sir!

جناب سپیکر: جعفر خان مندوخیل!

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر! پھر میرا یہ اعتراض ہے کہ اس طرح جو قانون سازی ہو رہی ہے۔ عوام کو کوئی پتہ ہی نہیں چل رہا ہے۔ مجھے تو سمجھ نہیں آیا کہ گوادر انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2009ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2009ء) کیا ہے؟ نہ ہاؤس میں کسی ممبر کو سمجھ آئی۔ definitely فوری قانون سازی وہ ہمیشہ نقصان دہ ہوتی ہے۔ request پھر یہ ہے کہ ان کو ہاؤس کی کمیٹیز کو دیا جائے زیر غور لایا جائے۔ اس کو بہتر کرنے کی کوشش کی جائے۔

That is the only request

وزیر قانون و پارلیمانی امور: معزز رکن سے میری request ہے۔ This thing has been

got under consideration in Balochistan cabinet . تفصیلی بحث ہوئی ہے۔ اور وہاں سے ہی منظور ہو کر یہاں پہ آئی ہے۔ جناب سپیکر! میں معزز رکن سے کہنا چاہوں گی کہ صوبائی محکمہ صنعت و حرفت گوادر انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے قیام کی تجویز تھی۔ یہ جو تحریک ہے اس اتھارٹی کے قائم ہونے سے نہ صرف اس پروجیکٹ کے قانونی اثاثے اور مالی پہلو باقاعدہ بنائے جاسکیں گے بلکہ یہ گوادر، پسنی، جیونی، اور اور ماڑہ کی صنعتوں کے فروغ اور ترقی میں بھی معاون ثابت ہوگی۔ جناب سپیکر! میں اپنے معزز رکن سے کہوں گی کہ یہ اتھارٹی کے ہیڈ کوارٹر کو بھی اس میں باقاعدگی سے ایک بورڈ بنایا جائے گا۔ بورڈ میں سیکرٹری انڈسٹری بحیثیت چیئر مین ہونگے۔ سیکرٹری فنانس ڈائریکٹر اور ڈائریکٹر انڈسٹری as ڈائریکٹر اور اب جو پروجیکٹ ڈائریکٹر ہے پھر وہ ایم ڈی کی حیثیت سے کام کریں گے۔ یہ صرف نہ گوادر بلکہ اور ماڑہ اور جیونی سب کو cover کریں گے۔ اور جناب سپیکر! میں معزز رکن سے یہ request کروں گی۔ کہ ہمارے جیسے دوسرے منسٹر صاحبان ہیں۔ یہ ذرا cabinet meetings میں جس طرح لاسٹ سیشن میں ان کو پتہ نہیں تھا۔ یہ ذرا وہاں پر اگر باتیں کم اور غور زیادہ کریں کس چیز کے بل اور cabinet میں کیا پاس ہو رہی ہے۔ I am sure that are understand , What is going on the cabinet .

جناب سپیکر: جی جعفر صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: منسٹر صاحبہ کا شکریہ کہ انہوں نے کافی تفصیل اس کی بتائی۔ لیکن objection میں نے کہا وہی ہے۔ کہ اس ہاؤس کو کب تک اس طرح آپ چلاتے رہیں گے۔ کمیٹیاں بنائی جائیں تاکہ اسمبلی میں مکمل قانون سازی ہو سکے۔ cabinet کی دلچسپی تو منسٹر صاحبہ نے خود ہی explain کیا ہے کہ وہ کہیں لگاتے ہیں۔ ان کو پتہ ہی نہیں کہ cabinet سے پاس ہوا ہے یا نہیں۔ جو کہ cabinet نے اسکو approve کیا ہوا ہے۔ atleast ہاؤس اس کے اوپر غور کر لے اور کمیٹیز اس کے اوپر غور کریں۔

جناب سپیکر: جعفر صاحب! آپ کی بات بجا ہے لیکن چونکہ کمیٹیز نہیں ہیں دو دن پہلے کے اجلاس میں اس پر ہاؤس نے examination نہیں دی ہے تو اس لئے آج اس کو منظوری کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ آپ مطمئن ہیں محترمہ نے آپ کو جو وضاحت دی ہے اس بل کے سلسلے میں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: وضاحت تو انہوں اچھی کی۔ جہاں تک وضاحت ہے اس میں مطمئن ہوں لیکن طریقہ کار سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: جب تک کمیٹیز نہیں ہوں گی یہی طریقہ کار ہوگا۔

تحریک یہ ہے کہ گوادرنڈسٹریبل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اتھارٹی بل مجریہ 2009ء مسودہ قانون مصدرہ 2009ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2009ء) کو منظور کیا جائے۔

سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی)

گوادرنڈسٹریبل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اتھارٹی بل مجریہ 2009ء مسودہ قانون مصدرہ 2009ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2009ء) منظور ہوا۔

قراردادیں

جناب سپیکر: سردار محمد اسلم بزنجو اور سردار ثناء اللہ زہری صوبائی وزراء میں سے کوئی ایک رکن اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 30 پیش کریں۔

مشترکہ قرارداد نمبر 30

سردار محمد اسلم بزنجو (وزیر آبپاشی و برقیات): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

ہر گاہ کہ خضدار کی تمام تر اراضیات، پہاڑ اور چراگاہیں خضدار میں آباد قبائل کی جدی پشتی ملکیت ہیں اور

آباد اجداد سے کاشت کرتے چلے آ رہے ہیں یہاں تک کہ 1974ء میں پہلی اور 1976ء میں دوسری سیٹلمنٹ (Settlement) کے دوران بندوبست اراضی عمل میں لاتے ہوئے تمام آباد اور غیر آباد پنجر اراضیات کو یہاں آباد مختلف قبائل کی ملکیت قرار دے کر باقاعدہ ریکارڈ میں یہ اراضیات مختلف قبائل کے نام پر اندراج کی گئیں۔ نیز یہ کہ 1982ء میں ایک سازش کے تحت ریویشن کے نام پر سیٹلمنٹ کروائی گئی جس میں سرکاری اراضیات کو عوام اور عوامی اراضیات سرکار کے نام درج کی گئیں جس سے نہ صرف وہاں کے عوام کے ساتھ نا انصافی کی گئی بلکہ افسر شاہی کے اس عمل کو مسترد کرنے کے ساتھ اس سرکاری ظالمانہ پالیسی کے خلاف احتجاجاً بائیکاٹ کیا جس پر کافی زمینداروں کو گرفتار کرتے ہوئے اس ریویشن سیٹلمنٹ کے برخلاف عوام کے خلاف مختلف نوعیت کے مقدمات درج کئے گئے یہاں تک کہ رد عمل کے طور پر متاثرہ قبائل نے بھی نہ صرف مختلف عدالتوں میں سینکڑوں اپیلیں دائر کیں جو اب تک زیر التوا ہے بلکہ انتظامی افسران محکمہ ریونیو، کمشنر اور ڈپٹی کمشنر صاحبان سے خط و کتابت کرتے رہے۔ مزید یہ کہ 1986ء میں دورہ خضدار کے دوران اس وقت کے وزیر اعلیٰ جام میر غلام قادر خان نے عوام کے مطالبے پر تنازعہ اور حدف تنقید ریویشن سیٹلمنٹ کی چھان بین اور اس عوامی معاملہ کو حل کرنے کی غرض سے آغا عبدالظاہر ڈپٹی سپیکر، میر محمد نصیر مینگل وزیر صنعت، ڈپٹی کمشنر اور سیٹلمنٹ آفیسر مستونگ پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی۔ کمیٹی نے موقع جات کا ملاحظہ اور صورتحال پر کھنے کے بعد 1982ء کے ریویشن سیٹلمنٹ کو بوجس قرار دیتے ہوئے خضدار کی اراضیات کو وہاں کے عوام کی ملکیت قرار دیا گیا لیکن بوجہ ان سفارشات پر عمل درآمد نہ ہو سکنے کی بنا مقامی قبائل کی جدی پشتی اراضیات پر سرکار نے دو چھاؤنیاں، ملیشا کیمپ، سرکار دفاتر، سرکاری کالونی، سرکاری ٹاؤن شپ، بس اڈہ، لیویز لائن اور پولیس لائن خاص کر موضع بازگیر میں کرد قبیلہ کی ملکیت 1500 ایکڑ اراضی پر FC نے بلا معاوضہ قبضہ کر کے چاروں اطراف سے خاردار تار سے بند کر دیا گیا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ خضدار کے عوام کا دیرینہ مطالبہ پیش نظر رکھتے ہوئے ذیل اقدامات پر فوری عملدرآمد کروایا جائے۔

i - خضدار کے 26 موضعات کا از سر نو سیٹلمنٹ کی جائے اور یہ عوامی اراضیات کو ان کی ملکیت قرار دیا جائے۔

ii - موضع بازگیر میں کرد قبائل کی جدی پشتی 500 ایکڑ اراضی کو واگزار کرایا جائے۔

iii- غریب لوگوں کو مکانات تعمیر کرنے میں خواہ مخواہ تنگ نہ کیا جائے اور ریکارڈ کو اس طرح درست کیا جائے کہ جس میں سرکار اور عوام دونوں کے حقوق کا تحفظ ممکن ہو سکے۔

جناب سپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 30 پیش ہوئی۔ سردار صاحب! یہ تو مفصل آپ بیان کر چکے ہیں۔ وزیر آبپاشی و برقیات: سر! میں اس کے متعلق تھوڑی بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب! جب یہ سیٹلمنٹ ہوئی تو وہاں جتنی بھی خضدار کی اراضیات ہیں وہ تمام سرکاری کھاتے میں درج کی گئی ہیں کیونکہ لوگوں نے اس سیٹلمنٹ کا بائیکاٹ کیا ہوا تھا خضدار کوئٹہ کے بعد بلوچستان کا دوسرا بڑا شہر ہے میرے خیال میں کوئی ایسا ممبر نہ ہوگا جو وہاں سے نہ گزرتا ہو وہاں آپ جتنے رنگ برنگی بنگلے دیکھ رہے ہیں یہ لوگوں کے اپنے بنگلے ہیں یا جنہوں نے کچی یا پکی تعمیرات کی ہیں کسی کے نام پر کوئی مکان نہیں ہے سارے سرکار کے کھاتے میں ہیں ایک دفعہ پہلے بھی ہم نے صوبائی کابینہ میں گزارش کی تھی کہ اگر گورنمنٹ یہ کرے جو مکانات لوگوں نے تعمیر کئے ہیں جو بیس سال سے چالیس سال سے ان میں رہ رہے ہیں لیکن ان کے نام پر نہیں ہیں نہ کسی بینک سے وہ قرضہ لے سکتے ہیں نہ کسی عدالت میں اپنے آدمی کی ضمانت کر سکتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ اگر کم پیسوں پر وہ زمین ان کو دیا جائے تو یہ مسئلہ کسی حد تک حل ہو سکتا ہے نمبر 2 خضدار کو چاروں طرف سے ایف سی اور آرمی نے گھیرا ہوا ہے آپ خضدار سے جو ندی کراس کرتے ہیں وہ سارا آرمی کا ڈیکلینر ہوا ہے خضدار کی east میں آپ جائیں جہاں ایئر پورٹ ہے وہاں ایف سی کا قلعہ ہے آپ high way سے جب گزرتے ہیں تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ وہاں 500 ایکڑ زمین پر ایک باڑ لگائی ہوئی ہے اور کوئی تعمیرات نہیں ہیں یہ کرد قبیلے کی اراضیات ہیں میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے دوستوں سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ کم از کم اس قرارداد کو پاس کریں اور آپ مہربانی کر کے جو اراضی اس وقت ایف سی کے قبضے میں ہے اس میں کوئی تعمیرات نہیں ہیں اگر وہاں کے لوگوں کو جن کی اراضیات ہیں آبا و اجداد سے ان کے حوالے کیا جائے میں سمجھتا ہوں یہ ایک بہت بڑا احسان ہوگا آپ کا بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جی منسٹر لاء اینڈ پارلیمانی افیئرز!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب! میں آرنیبل ممبر سے کہو گی کہ اپنی اس قرارداد پر وہ زور نہ دیں کیونکہ اس وقت ہمارے سی ایم صاحب صوبے میں موجود نہیں ہیں اور ہم آئی جی ایف سی صاحب سے بھی ان کی رائے اور request کریں گے اس بات پر ہمارے ساتھ بیٹھ کے بات کریں اور

جب سی ایم صاحب بھی ہونگے تو وہ آپ اور ہم سارے بیٹھ کے ایک ٹیبل پر بات کریں گے اور دیکھ لیں گے میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ اس پر زور نہ دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں سردار اسلم صاحب! معزز وزیر صاحبہ نے بڑی مثبت بات کی ہے کہ قائد ایوان نہیں ہیں ان سے بات کریں گے متعلقہ اداروں سے بات کریں گے اور اس قرارداد کے حوالے سے وہ پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے میرے ضلع میں بھی اس طرح کے واقعات ہیں تو اگر ہم حکومتی سطح پر پہلے اس پر بات کریں تو بہتر ہوگا وزیر صاحبہ نے بڑی مثبت بات کی ہے۔

وزیر آبپاشی و برقیات: وزیر صاحبہ نے جو باتیں کی ہیں مجھے اس سے اتفاق نہیں ہے لیکن میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ کم از کم جو زمین اس وقت ایف سی والوں کے قبضے میں ہے جس پر تعمیرات نہیں ہیں خالی باڑ لگائی ہے آئی جی ایف سی کو آپ اسمبلی میں اپنے چیئرمین بلا سکتے ہیں جس طرح آپ نے ایک دو مسئلوں پر OGDC والوں کو بلایا تھا اسی طرح ان کو بھی بلائیں ان سے بات کریں تاکہ یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ جناب! یہ زمین ایک آدمی کی نہیں ایک خاندان کی نہیں یہ پورے قبیلے کی ہے تو سینکڑوں آدمی اس سے متاثر ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: بالکل بات ہوگی گورنمنٹ سے سی ایم صاحب سے کہیں گے اس کو ہائی لیول پر take up کریں گے وزیر قانون و پارلیمانی امور کی مثبت یقین دہانی کے بعد قرارداد نمٹائی جاتی ہے۔ محترمہ نسرین کھیتراں صاحبہ، محترمہ راحیلہ درانی صاحبہ، ڈاکٹر رقیہ ہاشمی صاحبہ، محترمہ زرینہ زہری صاحبہ صوبائی وزراء اور محترمہ حسن بانو صاحبہ رکن صوبائی اسمبلی میں سے کوئی ایک رکن اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 31 پیش کریں۔

مشترکہ قرارداد نمبر 31

محترمہ زرینہ زہری: یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ ریلوے کی حالت زار کو بہتر بنانے کیلئے حسب ذیل ضروری اقدامات پر فوری عمل درآمد کیا جائے:-

- 1- ریلوے کے کراپوں میں کمی کی جائے۔
- 2- ٹرینوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔
- 3- ریلوے کی حالت زار کو بہتر بنایا جائے۔
- 4- ریلوے کو وفاقی حکومت سے صوبائی حکومت کے حوالے کیا جائے۔

جناب سپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 31 پیش ہوئی۔ اس پر آپ مختصر بات کرنا چاہیں گے۔
جی محترمہ نسرین کھیتران!

محترمہ نسرین کھیتران (صوبائی وزیر): جناب سپیکر صاحب! میں اس حوالے سے کچھ بات کرنا چاہوں گی جس طرح کہ آپ کو پتہ ہے کہ ہمارا صوبہ بہت دور دراز اس کے دو ways ہیں by road ' by air یا بذریعہ ٹرین تو بلوچستان میں جتنی بھی ٹرینیں آتی ہیں تین چار ٹرین ہیں جو صبح فجر کے فوراً بعد یہاں سے جاتی ہیں تا کہ صبح اس ایریا سے نکل جائیں اور آگے جا کے چاہیے مسافروں کو کوئی بھی problem ہو وہ ان کی responsibility نہیں ہے صرف یہاں سے out ہونا چاہیے ان میں مسافروں کو بہت تکلیف ہے اور دوسرا ان کا کرایہ اتنا زیادہ ہے جو عام مسافر جو تھرڈ کلاس میں بیٹھے ہیں اس کا بھی کرایہ بہت زیادہ ہے اور اکثر لوگ یہاں سے بذریعہ ٹرین جاتے ہیں کیونکہ بسوں کا بھی وہی حال ہے لیکن ٹرینوں کا آپ دیکھیں کہ اتنا برا حال ہے ان کے جتنے بھی ڈبے ہیں میرے خیال میں آپ کو شاید کبھی موقع نہیں ملا ہوگا ٹرینوں میں سفر کرنے کا لیکن جو لوگ ٹرین میں سفر کرتے ہیں ان کو پتہ ہے کہ وہ کس طریقے سے یہ اٹھارہ بیس یا بائیس گھنٹے کا سفر طے کر کے جب پنجاب کے علاقے میں یا سندھ کے یا کہیں بھی جاتے ہیں تو ان کا کیا حشر ہوتا ہے ہمارے صوبے میں ریلوے کا کوئی نظام نہیں ہے میرا خیال ہے کہ ہماری صوبائی حکومت کے under کوئی بھی ان کی responsibilities نہیں ہیں کیونکہ اگر ان کی appointments ہوتی ہیں وہ بھی تھرڈ فیڈرل اور دوسرے ایریا کے لوگ ہیں ہمارے ریلوے میں سوائے کلاس فور کے۔ اوپر درجے کے ٹیکنیکل جتنے لوگ ہیں وہ باہر کے ہیں میں اس ایوان کے توسط سے آپ کے توسط سے یہ کہو گی کہ اس کی بھرپور حمایت کریں اور فیڈرل کو یہ حکم دیا جائے کہ جتنے بھی ہمارے ریلوے کے لوگ ہیں higher officers ہیں یا ٹیکنیکل jobs میں ہیں ان کو بلوچستان کے لوگوں کو لیا جانا چاہیے کیونکہ پچھلے دنوں میں ایک ٹیکنیکل آفیسر کی پوسٹنگ تھی لیکن ان کے افسران سے پتہ کیا انہوں نے یہ کہا کہ اس کیڈر کا ایک آدمی ہے جو بلوچستان میں کام کرتا ہے وہ نوشکی میں یا کوئی اور علاقے میں اگر وہ ایک آدمی وہاں سے چلا جائے تو پھر بلوچستان میں اس کیڈر کا آدمی رہتا ہی نہیں ہے تو میں سمجھتی کہ ہمارے بلوچستان کے لوگوں کو اگر ٹریننگ دی جائے یا ان کو ٹیکنیکل کسی چیز میں مہارت دی جائے تو وہ یہاں پر نہ رہ سکیں اور میں آپ سے یہ گزارش کروں گی کہ آپ وفاق میں ہمارا یہ پیغام لے جائیں ایک تو کرایہ کم کیا جائے ایک ٹیکنیکل کیڈر میں جتنے لوگ

ہیں وہ بلوچستان کے لوگ ہونے چاہئیں اور یہاں پر جتنے بھی ایمپلائز ہیں ان کی تشہیر یہاں سے کسی اخبار میں نہیں ہے بلکہ فیڈرل سے ہی کر کے وہ اپنے بلیک اینڈ وائٹ جوان کا ایک سسٹم ہے لیکن یہ بلوچستان کی حکومت بھی اس میں انوالو کریں اور ہمارے آفیسرز کو بلوچستان کے جتنے بھی ہیں ان کو بلوچستان کے کوٹے کے ساتھ رکھیں شکریہ۔

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر صاحبہ!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر صاحب! آپ کی اجازت سے آئر بیل ممبر سے یہ کہنا چاہو گی communication is federal subject اور یہ فیڈرل حکومت اچھی طرح جانتی ہے کہ کس ایریاز میں اور کہاں پر ہماری ریلوے کی پہنچ ہے یا نہیں۔ ہاں ایسے ہم کر سکتے ہیں کہ Request them through the chief minister and the chief executive of province کہ وہ کر سکتے ہیں مگر یہ فیڈرل subject ہے وہ بلوچستان کے حوالے نہیں کریں گے اور یہ شروع ہی سے آتا جا رہا ہے کہ communication, finance, and foreign affairs ہمیشہ سے فیڈرل کے پاس رہے ہیں شکریہ please اس پر زیادہ زور نہ دیں۔

جناب سپیکر: جی شفیق احمد خان صاحب!

جناب شفیق احمد خان (وزیر تعلیم): جناب سپیکر صاحب! یہ چار نمبر کو نکال کر کے باقی کی ہم حمایت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں یہ چار نمبر میں جو کہا گیا ہے کہ ریلوے کو وفاق سے صوبے کے حوالہ کیا جائے یہ ناممکن ہے۔ محترمہ! دیکھیں قرارداد وہ پاس کی جائے جس پر عمل درآمد ممکن ہو دیکھیں ریلوے کے کرایوں کی بات ہے ٹرینوں میں اضافہ ہے ریلوے کی حالت زار ہے ان سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن آپ کا جو قرارداد میں مطالبہ ہے کہ ریلوے کو وفاقی حکومت صوبے کے حوالے کیا جائے صوبہ ریل نہیں چلا سکے گا یہ انٹر پرائونٹل چلتی ہے کمیونیکیشن کا سسٹم ہے this is not possible ہمیں وہ قراردادیں پیش کرنی چاہئیں جو ممکن ہوں۔

محترمہ نسرین کھیران (وزیر): جناب سپیکر صاحب! سب سے بڑی چیز جو ہمارے صوبے کے ساتھ نا انصافی ہو رہی ہے اس کے لئے تو آپ بول سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی زمرک صاحب!

وزیر مال: جناب سپیکر صاحب! ریلوے کے حوالے سے پہلے بھی بہت دفعہ ہم نے بات کی ہے کہ ہمارا ہرنائی ریلوے سیکشن ہے اس کو بحال کیا جائے تو اس میں یہ جو چوتھا نمبر ہے وہ تو آپ کہہ رہے ہیں ہونہیں سکتا اس کو نکال دیا جائے لیکن اس میں یہ بھی شامل کیا جائے کہ ہمارا ہرنائی سب سیکشن ہے اس کو بحال کیا جائے اور ٹروپ سیکشن پر بھی کام دوبارہ شروع ہو جائے اور ایک لائن ٹروپ سے صوبہ پشتونخواہ کو ملانے کی اس پر عمل درآمد ہو قرارداد میں ویسے بھی یہ پوائنٹ ہم شامل کریں گے اور جامع قرارداد پیش کر کے پھر ہم وفاقی حکومت سے مطالبہ کریں۔

جناب سپیکر: جی حبیب صاحب!

میر حبیب الرحمن محمد حسنی (وزیر بی و اس ا اور QGWS): جناب سپیکر صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی اہم قرارداد ہے ریلوے کی جو حالت زار ہے وہ بہت ہی خراب ہے کراچی سے کوئٹہ میرے خیال سے بارہ بارہ گھنٹے سولہ سولہ گھنٹے لیٹ ہوتی ہے ایک بہت ہی اہم ٹریک ہے کوئٹہ سے تفتان یہ بہت ہی ضروری ٹریک ہے اس میں ریلوے والوں کی مرضی ہے کہ وہ کبھی ہفتے میں ایک دفعہ چلائیں کبھی مہینے میں ایک دفعہ چلائیں کبھی چلاتے ہی نہیں ہیں کوئی پوچھنے والا ہے نہیں یہاں سے جاتے ہوئے لوگوں کو کافی تکلیف ہے ایران جانے کیلئے تفتان جانے کیلئے لوگوں کو بہت مشکلات کا سامنا ہے روڈوں کی حالت بھی بہت خراب ہے ایک زمانے میں یہاں پر احمد وال سے ٹرین میں پانی لے جاتے تھے نوکنڈی کیلئے وہاں پر پانی نہیں ہوتا تھا اس زمانے میں اس کی timing اتنی بہتر تھی اور بالکل وہ اپنے روٹین پر چلتی تھی ابھی حالت یہ ہے کہ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ چوتھا نمبر ہو سکتا باقی کو پاس کیا جائے اور اس میں یہ شامل کیا جائے کہ تفتان کیلئے جو زاہدان کیلئے ٹرین ہے اس کو باقاعدگی سے چلائیں شکر یہ جناب!

جناب سپیکر: جی سردار اسلم صاحب!

وزیر آبپاشی و برقیات: جناب سپیکر صاحب! یہ قرارداد جو پیش ہوئی اس میں دو تین چیزیں ایسی ہیں جیسے ریلوے کے کرایوں میں کمی کی جائے ٹرینوں کی تعداد میں اضافہ اور ریلوے کی حالت زار اور ساتھ اس میں یہ ضرور شامل ہونا چاہیے ہم نہیں کہتے ہیں کہ یہ subject ہمارے صوبے کو ملنا چاہیے وہ تو فیڈرل کا ہے سب جانتے ہیں لیکن یہ ضرور ہم کہتے ہیں کہ جو ریلوے کے ملازمین ہیں میرے خیال میں چھوٹے سے لیکر کے بڑے تک اگر ان میں سے پانچ ملازم بھی بلوچستان کے نکلے جو چور کی سزا وہ میری

سزا۔ پورے ریلوے ڈیپارٹمنٹ میں بلوچستان کے دس آدمی بھی نہیں ہونگے اس سے واضح ہے کہ بلوچستان کے لوگ ریلوے میں ہوتے تو اس کی حالت زار کم از کم بلوچستان میں یہ نہیں ہوتی چونکہ ہم لوگوں کا کوئی وارث نہیں ہے ریلوے ڈیپارٹمنٹ میں بلوچستان کی کوئی نمائندگی نہیں ہے اس لئے ان کی جو مرضی ہے وہ کرتے ہیں تو اس قرارداد میں یہ چیز اگر شامل کی جائے کہ بلوچستان کے لوگوں کو ریلوے میں ملازمتیں دی جائیں اگر کچھ آفیسر ہوتے تو یہ حالت نہ ہوتی۔

جناب سپیکر: بسنت صاحب! بسنت کے بعد پھر بشر دوست صاحب۔

انجینئر بسنت لعل گلشن (وزیر اقلیتی امور): شکریہ جناب سپیکر! جو قرارداد پیش کی گئی ہے انتہائی اہمیت کی حامل ہے اور جو چوتھا point اس میں ہے وہ ممکن نہیں ہے کیونکہ یہ فیڈرل subject ہے اور یہ بتایا گیا ہے ہمارے آئین کی روح سے ہرنائی، سب سیکشن کیلئے پہلے بھی قرارداد یہاں سے پاس ہو چکی ہے میری تجویز یہ ہے کہ ایک تو یہ اضافہ اس میں کیا جائے اور آج بھی آپ نے اگر اخبار پڑھوگا کل پرسوں کی جو بارشیں ہوئی ہیں کوئٹہ ہرنائی کا رابطہ بھی منقطع ہو گیا by road تو ہرنائی کے لوگ خاص طور پر بڑی مشکلات کا شکار ہیں اگر اس حوالے سے اس میں کوئی اضافہ کیا جائے تو میرے خیال میں

بہتر ہوگا۔ Thank you very much۔

جناب سپیکر: جی بشر دوست صاحب!

جناب عبدالخالق بشر دوست (وزیر بلدیات): جناب سپیکر صاحب! یہ بہت اچھی قرارداد ہے اس سے لوگوں کو ریلیف ملے گا چونکہ آخری جو ان کا نکتہ ہے وہ تو میرے خیال میں ناقابل عمل ہے لیکن آپ کو معلوم ہے کہ ژوب سے کوئٹہ تک انگریزوں کے ٹائم میں ایک پٹری بچھائی گئی تھی اس کو بھی اکھاڑ دیا گیا ہے لہذا میں معزز ممبران سے گزارش کرونگا کہ ہم لوگوں کی طرف سے بھی ایک نکتہ اس میں شامل کیا جائے کہ ژوب کوئٹہ جو ریلوے سیکشن ہے اس کو پشاور تک پھیلا نا ہے کم از کم پشاور اور کوئٹہ تک براستہ ژوب اس ریلوے سیکشن پر جلد از جلد کام شروع کر دیں تاکہ لوگوں کو مزید زیادہ سہولیات مل سکیں اور لوگ با آسانی آجاسکیں اور انکے مسائل حل ہو سکیں لہذا میں گزارش کرونگا کہ ایک مشترکہ قرارداد لائیں اور اس کو ایوان میں پیش کیا جائے پھر اس کو مشترکہ طور پر اتفاق رائے سے بھیج دیں۔

جناب سپیکر: جی جعفر مندوخیل صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: یہ قرارداد جو محترمہ لائی ہیں میں basically اس کو سپورٹ کرتا ہوں لیکن

جو ابھی اس میں points نکلے ہیں کہ کچھ ناقابل عمل ہیں اور کچھ ترامیم لانا چاہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ جو point no1 ہے two and three ہیں یہ تینوں ان کی ہم حمایت کرتے ہیں اور four کو جیسے سردار اسلم بزنجو نے کہا ہے کہ ریلوے میں بلوچستان کے لوگوں کو بھرتی کیا جائے یہ ترمیم اس میں شامل کی جائے کہ بھرتی کے وقت بلوچستان کے لوگوں کو ترجیح دی جائے اور اس میں ایک اور اضافہ یہ کر دیں میری طرف سے زمرک کی طرف سے عبدالخالق بشر دوست صاحب کی طرف سے کہ سب ہاؤس کا نام اس میں دیدیں کہ سبی، ہرنائی سیکشن جو بند ہے اس کو دوبارہ بحال کیا جائے جیسے اس ہاؤس نے پہلے بھی recommend کی ہوئی ہے اور کوئٹہ ڈوب سیکشن کی جو بات ہے سر! اس طرح ہے کہ مشرف صاحب کے دور میں نیا سیکشن منظور ہو گیا broad ریلوے لائن یہ پہلے narrow gauge تھی اس کو اکھاڑ کر کے براڈ گج کرنا تھی اور اس کو پشاور تک تاکہ alternate rout ایک پیدا ہو جائے لیکن change of governments میں چونکہ ہماری ایک تکلیف یا حکومتوں کے problems یہ ہیں کہ continuous of policies نہیں لاتی ہیں change of government جو آگئی اس سے وہ تمام چیزیں جو کارروائی تھی جس میں ground breaking ہونی تھی وہ اسی جگہ پر stop ہو گئی اور دوبارہ اس کے اوپر کام شروع نہیں کیا گیا وہ پرانی ریلوے لائن جو نیرو گج تھی، نیرو گج ویسے بھی ابھی نہیں ہے فلموں میں شاید کسی نے دیکھی ہوگی other wise پریکٹیکل نہیں ہے وہ تو اکھاڑنا اس کا بہتر تھا لیکن جو براڈ گج کا منصوبہ ہے وہ آج بھی تیار ہے اور ریلوے نے ground breaking کرنی تھی بلکہ پریذیڈنٹ مشرف صاحب نے اس وقت ٹائم مانگا تھا کہ میں ڈوب آ کر کے اس کی ground breaking کرونگا لیکن جب مشرف صاحب کی حکومت گئی نئی گورنمنٹ آئی میں نے کہا کہ ہماری حکومتوں کی تکالیف یہ ہیں کہ continuous of policies نہیں ہیں پھر ہر ایک within own policies آتی ہے۔ لہذا اس کو وہ پھر پیچھے پھینک دیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو آگے لایا جائے اور اس قرارداد کا حصہ اس کو بھی بنا دیا جائے کہ اس کو جلد سے جلد تعمیر کیا جائے یہ ترمیم ہم پیش کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی سلطان صاحب!

جناب سلطان محمد ترین (وزیر جیل خانہ جات): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ تو بالکل ٹھیک ہے ریلوے کے کرایوں میں کمی دوسرا تعداد میں اضافہ اور حالت زار۔ چوتھا سردار صاحب نے کہا اس کی بھی میں

تائید کرتا ہوں اور پانچواں وہ ہرنائی ٹرین اس کو بحال کیا جائے۔ Thank you

جناب سپیکر: ظہور صاحب!

میر ظہور حسین خان کھوسہ: جو قرارداد ہے اس کی میں حمایت کرتا ہوں اور یہ بھی التماس کرتا ہوں ایوان سے کہ ڈیرہ اللہ یار ایک پرانا اسٹیشن ہے تقریباً سو سال سے زیادہ اس راستے سے ٹرینیں گزرتی اور یہاں پر ٹھہرتی ہیں لیکن کچھ عرصے سے جعفر ایکسپریس اور بولان میل ڈیرہ اللہ یار stop پر نہیں ٹھہرتی ہیں اس قرارداد میں یہ بھی شامل کیا جائے کہ ڈیرہ اللہ یار ڈیڑھ لاکھ کی آبادی ہے یہ ٹرینیں آتے اور جاتے ہوئے وہاں پر ٹھہرا کریں دوسرا اوستہ محمد کاریلوے اسٹیشن سو سال پرانا ہے اور جیک آباد سے براستہ اوستہ محمد لاڑکانہ ٹرین سروس چلا کرتی تھی دو تین سال ہوئے ہیں وہاں پر سروس کو بند کیا گیا ہے ریلوے لائن موجود ہے اسٹیشن موجود ہے اور اپنی حالت میں ہے تو اس سروس کو بھی بحال کیا جائے۔

جناب سپیکر: ok سوال یہ ہے کہ آئٹم ایک، دو اور تین کو پیش کیا جاتا ہے اور چوتھا جو کہ ریلوے کو وفاقی حکومت سے صوبائی حکومت کے حوالے کیا جائے جو مطالبہ ہے اس کو delete کیا جاتا ہے نکالنے کے بعد باقی تین مطالبات جو اس قرارداد میں ہیں plus جو معزز اراکین نے مختلف تجاویز دی ہیں کیا ان ترامیم کے ساتھ اس قرارداد کو منظور کیا جائے؟

(قرارداد منظور کی گئی) (ڈیلیٹ بجائے گئے)

جناب سپیکر: وہ ساری تجاویز و ترامیم کے ساتھ قرارداد منظور کی جاتی ہے۔ مورخہ 27 مارچ 2009ء کے اجلاس میں باضابطہ شدہ تحریک التوا نمبر 3۔ پرائیویٹ اسکولوں میں داخلہ، ڈیویشن اور امتحانی فیسوں پر کنٹرول کی بابت دو گھنٹے عام بحث، کون بحث کا آغاز کریگا جی جعفر خان، زمرک صاحب جی، زمرک صاحب شروع کریں بحث جی۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: میں پہلے تفصیل عوام کو بتاؤں تاکہ اس سے پھر وہ لوگ ideas لے لیں۔

جناب سپیکر: جی جعفر خان صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: میرا نمبر آجایگا مجھے اتنی جلدی نہیں ہے یہاں اگر دیکھ لیں اس میں اسپیشلی پرائیویٹ اسکولز کا معاملہ آج کے ایک سوال میں بھی جواب دیا ہے کہ ایک کمیٹی ہوتی ہے جو کہ متعلقہ کالج یا اسکول کا معائنہ کر کے اس کی عمارت سائنس لیبارٹری، لائبریری، فرنیچر اور دیگر ضروریات کے ساتھ ساتھ اس میں تعینات اساتذہ کی تعلیمی قابلیت نصاب اور فیس کے حجم کا جائزہ لینے کے بعد اسکول

یا کالج کے قیام کیلئے عدم اعتراض سرٹیفکیٹ یعنی (NOC) جاری کرنے یا نہ کرنے کی سفارش کرتی ہے محکمہ کمیٹی کی سفارش کو مد نظر رکھ کر کے کارروائی عمل میں لاتا ہے اگر پرائیویٹ اسکولز کا آپ دیکھ لیں اس کی ایک پابندی ہے جو منسٹر صاحب نے خود آج اس کا اعتراف کیا ہے کہ پرائیویٹ اسکولوں کو ہم لائبریری، لیبارٹری وہاں ان کے اساتذہ کی قابلیت بلڈنگ کی حالت اور تمام چیزیں ہم مد نظر رکھ کر کے -----

جناب سپیکر: گیلریز میں بیٹھے ہوئے مہمان ذرا اسمبلی کے تقدس کا خیال رکھیں please -

شیخ جعفر خان مندوخیل: تو ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھ کر کے حکومت اس کی منظوری دیتی ہے جب کہ گراؤنڈ پر اگر اس وقت دیکھا جائے نہ صرف پرائیویٹ اسکولوں کا بلکہ سرکاری اسکولوں کا بھی اس سے برا حال ہے یہاں تک آگیا ہے میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ یہ ایک سال کی پسماندگی ہے کہ ایک سال میں اتنا پسماندہ ہوا ہے بتدریج پچھلے دو دہائیوں میں جو پسماندگی آتی رہی آج تک تعلیمی معیار پست ہو گیا ہے اب میں سمجھتا ہوں بلوچستان میں litrate کسی کو نہیں کہہ سکتے ہیں ایک میٹرک کا لڑکا ہوگا جیسے پرسوں میں نے اس کی دلائل دیتے ہوئے کہا تھا وہ اپنی application نہیں لکھ سکتا ہے کہ مجھے نوکر لگایا جائے یا مجھے فلاں نوکری دی جائے جب تک ہم تعلیمی معیار پورا نہیں کریں گے جب تک اس صوبے میں ہم تعلیم پر توجہ نہیں دینگے سب سے پہلے اس کی quality کی طرف ان کو توجہ دینی ہوگی بیشک کم لوگ پیدا ہو جائیں لیکن وہ اتنا litrate ہوں اس وقت تک ہم صوبے کی کوئی خدمت نہیں کر سکیں گے جو ہم لوگ علاقوں کے دورے کرتے ہیں اخبارات میں فوٹو لاتے ہیں مناظرے کرتے ہیں یہ اس وقت ہماری کامیابی ہوگی کہ ہم تعلیم کی طرف توجہ دیدیں اس میں، میں point by point آتا ہوں اس کے تمام جو عوامل ہیں میں خود بھی ایجوکیشن منسٹر رہ چکا ہوں وہ discuss کرتے ہیں پھر اس کیلئے تجاویز لاتے ہیں پھر جو ہاؤس کے معزز ممبران صاحبان ہیں وہ بھی اس تجاویز میں حصہ لیں اور وہ ترتیب دیں سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ appointment یا recruitment جو ہوتی ہے جب تک اس کو آپ صحیح نہیں بنائیں گے اس کو آپ میرٹ پر نہیں لائینگے ٹیچر اگر اہل نہیں ہونگے وہ سٹوڈنٹ کو کیا پڑھائیں گے سب سے پہلے ایک strick policy بنائی جائے بھرتی کے متعلق بے شک میری recommendations نہ مانی جائیں کسی اور کی نہ مانی جائیں strickly میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کی جائے جب تک آپ میرٹ پر بھرتی نہیں کریں گے اور قابل اساتذہ کو بھرتی نہیں کریں گے! وہ قابل

اساتذہ نہیں ہیں جس کو خود نہیں آتا وہ آگے سٹوڈنٹ کو کیا پڑھائے گا تو سب سے پہلے میں سمجھتا ہوں بھرتی کی طرف توجہ دینی چاہیے پھر بعد میں اس کی تجاویز پر میں آؤنگا کہ کس طرح ان کو آگے کرنا چاہیے پھر دوسری ان کی ایڈمن پوسٹیں ہیں ایک سینیاریٹی کو ہم لوگوں نے گلے سے پکڑ کر کے لے آیا ہے کہ بھئی EDO ایجوکیشن DO یا principal وہ صرف عمر کے لحاظ سے ان کو لگا دیا جائے بعض principal اور EDOs ایسے ہیں جو کہ دورہ کرنے کے بھی قابل نہیں ہیں اتنی سست ہو گئے ہیں کہ بل بھی نہیں سکتے ہیں لیکن کہتے ہیں میں سینئر ہوں مجھے لگا دیا جائے میں سمجھتا ہوں کہ fitness کے لحاظ سے لوگوں کو لگا دیا جائے جو کہ اسکولوں کے دورے کر سکیں پرنسپل اچھا پرنسپل ہو میں گواہ ہوں عبدالخالق بشر دوست صاحب موجود تھے جب میں نے ثوب اسکول کا دورہ کیا تھا باز محمد کا کڑ صاحب وہاں کے پرنسپل تھے اسکول کی حالت میں سمجھتا ہوں کہ کیڈٹ کالج سے بہتر تھی پھر جب وہ پرنسپل تبدیل ہو کر کے کوئی دوسرا آیا پھر وہی اسکول تھا اس کی حالت اتنی خراب ہو گئی کہ جانے کے قابل نہیں رہا۔۔ نمبر 2 ہمارا point یہ ہے کہ گواہ ہیں ہمارے منسٹر صاحب محترم تو یہ ایڈمن پوسٹیں جو آپ کے EDO ہیں DO ہیں پرنسپل ہیں ان کو fitness کی بنیاد پر یا ان کیلئے پالیسی بنائی جائے کہ ہم direct بے شک ان کو بھرتی کریں کوئی اور پوسٹ متعارف کی جائے جیسے پبلک سروس کمیشن کے through آتے ہیں آپ کے پولیس آفیسرز آتے ہیں یا آپ کے ڈپٹی کمشنر، اسٹنٹ کمشنر آتے ہیں اچھے قابل قابل لوگ Why not in education also صرف ضروری یہ ہے کہ ان کو ہم لوگوں نے پناہ دینے کیلئے یا ان کو ترقی دینے کیلئے یا ان کو engage رکھنے کیلئے محکمہ تعلیم کا بیڑا غرق کر دیا صوبہ illiteracy کی طرف جارہا ہے تو یہ تمام چیزیں اس وقت درست ہو سکتی ہیں کہ ایڈمن پوسٹوں پر آپ کوئی طریقہ کار بنالیں ایک اسکول ہے میں سمجھتا ہوں اس وقت صوبے میں اگر نہیں ہو بھی تو میں اگر کہوں کہ بچپن سے تیس فیصد، تیس فیصد سے زیادہ چالیس فیصد کے قریب ماسوائے شہری علاقوں میں دیہی علاقوں میں چالیس فیصد سے زیادہ اسکول بند ہیں یا ghost اسکول ہیں کسی نے ماسٹر منظور کروالیا اور ماسٹر دہی میں بیٹھا ہوا ہے تنخواہ لے رہا ہے یا کراچی میں بیٹھا ہوا ہے یا کدھری اور بیٹھا ہوا ہے اسکول نہیں چل رہا ہے لہذا وہ پورا گاؤں بغیر تعلیم کے رہ جاتا ہے تو اس کے اوپر توجہ دیدی جائے کہ ghost اسکولوں کو ہم کس طرح دوبارہ reactivate کر دیں اور ان کو کھولیں اور ٹیچر کو پابند کریں کہ وہ اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہیں کیونکہ جب تک ٹیچر گاؤں نہیں جائیگا جب تک ٹیچر نہیں پڑھائے گا اس وقت بچہ کیسے پڑھے گا تو

ان ghost اسکولوں کا پتہ لگایا جائے اور ان کو reactivate کیا جائے۔ جیسے شہری علاقوں میں آپ کوئیہ جاتے ہیں آپ نصیر آباد جاتے ہیں آپ جعفر آباد جاتے ہیں آپ اوستہ محمد جاتے ہیں ان areas میں even خوب، چمن ایسے علاقوں میں جو شہری علاقے ہیں وہاں ٹیچر سٹوڈنٹ ریشونا قابل برداشت حد تک ہوتا ہے یعنی کہ ideal situation تو یہ ہوتی ہے کہ پچیس، تیس سٹوڈنٹس پر ایک ٹیچر ہو آپ تیس سے چالیس کر دیں چالیس سے زیادہ سر! allow نہیں ہوتا ہے اور میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ سو سے بھی زیادہ لڑکے ایک کلاس روم میں ہیں اسپیشلی چھوٹی کلاسز میں جیسے آپ اسپیشل اسکول دیکھ لیں آپ سنڈیم اسکول دیکھ لیں آپ تعمیر نو یہ دوسرے اسکول ہیں جو گورنمنٹ اسکولز ہیں ان کی جو حالت بنی ہوئی ہے وہ شہری علاقوں میں کہ ٹیچر سٹوڈنٹس ریشو بالکل out of proportion ہو گیا ہے کسی نے اس کی طرف توجہ نہیں دی ہے اس کی طرف توجہ دی جائے کیا ضرورت ہے ہم بی اینڈ آر میں قلمی بھرتی کرتے ہیں اریگیشن میں کرتے ہیں ایگریکلچر میں کرتے ہیں بے شک وہی پیسوں سے ہم ایجوکیشن میں ٹیچرز بھرتی کر کے ٹیچرز سٹوڈنٹس ریشو زیادہ کر دیں اور جہاں تک بلڈنگز کا problem ہے وہ ڈبل شفٹ ہم چلانے کی کوشش کریں definitely problems تو ہونگے لیکن آپ اگر شہری علاقوں میں facility نہیں دے سکیں اپنے سٹوڈنٹس کو، دیہی علاقوں کا میں نے کہا کہ چالیس فیصد سے پچاس فیصد سے زیادہ وہ ویسے ہی ghost اسکولز ہیں تو حالت مزید بگڑتی جائیگی سر! یہ جو rural area میں اسپیشلی گرلز اسکول ہیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں عورت کی خواندگی لڑکیوں کی خواندگی بہت ضروری ہے جو ماں تعلیم یافتہ نہیں ہوگی وہ بچوں کو صحیح train نہیں کر سکے گی نہ پڑھا سکے گی ہمارے جو گرلز اسکول ہیں اسپیشلی rural areas میں وہ 80%90% سے زیادہ بند ہیں ان کیلئے کوئی لائحہ عمل بنایا جائے ان کو کوئی ٹرانسپورٹ provide کر دی جائے یا کچھ ایریاز کا سرکٹ بنا دیا جائے تاکہ جو female ایجوکیشن ہے یا girls ایجوکیشن ہے ان کو ہم بنائیں۔ جیسے میں نے پہلے تجاویز دیں خصوصی طور پر girls ایجوکیشن کی کہ ان کو کس طرح ہم promote کریں کیونکہ جب تک ماں خواندہ نہیں ہوگی بچے خواندہ نہیں ہو سکتے۔

جناب سپیکر: جعفر صاحب! یہ قرارداد جس حوالے سے پاس ہوئی تھی پرائیویٹ اسکولوں میں داخلہ، ٹیوشن امتحانی فیس اس طرف آپ ٹچ نہیں کر رہے ہیں جنرل ہو رہا ہے کیونکہ specifically قرارداد ایک خاص مقصد کے لئے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر صاحب! اس وقت بھی ہم لوگوں نے قرارداد میں یہ دلائل دی تھیں touch کیا تھا یہ نہ صرف پرائیویٹ اسکولوں کا بلکہ سرکاری اسکولوں کا بھی اس سے بدتر حال ہے جناب سپیکر صاحب! دو گھنٹے ہیں ابھی تک کوئی جلدی بھی نہیں ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ضرورت ہے اس صوبے کی ضرورت ہے اگر ہم اسمبلی میں discussions کرتے ہیں چھوٹے چھوٹے points اٹھا کر کرتے ہیں بہتر ہے کہ اس پر ہم ایک توجہ دیں اور اسکو قابل عمل بنا دیں جناب سپیکر! ایجوکیشن میں چیکنگ کا ایک سسٹم ہوتا تھا ہم ڈی او ای ڈی او اسکولز۔ ڈائریکٹر، سیکرٹری اور انسٹریوٹریہ سب جاتے تھے جناب سپیکر! سیکرٹری اور انسٹریوٹریہ تو partly ہے چلو symbolic ہوتے ہیں اور جو نیچے کا system ہے ڈائریکٹر سے لیکر ای ڈی او تک وہ چیکنگ سسٹم بھی ختم ہو گیا کوئی ڈائریکٹر یا کوئی ڈی او کوئی ای ڈی او وہ شہر سے نکل کر کے رورل ایریا یا even شہروں کے اسکولوں کا ان کی partly چیکنگ نہیں ہوتی ہے کسی کو پتہ نہیں چلتا ہے کہ کونسا اسکول ghost ہے کونسا اسکول چالو ہے یا کس اسکول میں کیا ہو رہا ہے تو وہ چیکنگ سسٹم دوبارہ reactivate کیا جائے اگر وہ سسٹم ہے بھی تو اس کو صحیح معنوں میں جیسے پہلے ہوا کرتا تھا اسی طرح اس کو مزید بہتر بنایا جائے یہ حال curriculum کا ہے اوپر والے معاملات ٹھیک ہوں تو بعد میں curriculum آئے گا ٹیکس بک بورڈ ہے اس میں نے کہا کہ مارچ کا مہینہ ختم ہونے کو ہے آج تک پرائمری classes کو کتا ہیں نہیں ملی ہیں اس میں بھی ایک بڑی improvement کی ضرورت ہے یہ پسندنا پسندنا کو چھوڑ کر کے ہم کو میرٹ کے اوپر ٹیکسٹ بک بورڈ جس کی capacity ہے جناب سپیکر! اس پر لیں کہ ہم ٹینڈر دیں کہ بھئی وہ بنا کر کے ہم کو دے تاکہ ہم ٹائم پر بچوں کو۔۔۔۔۔

وزیر تعلیم: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جب جعفر خان صاحب wind up کریں گے پھر آپ بات کریں۔

وزیر تعلیم: پوائنٹ آف آرڈر پر میں کھڑا ہوں؟

جناب سپیکر: شفیق صاحب! wind up speech کے بعد آپ اس میں ساری باتیں کہہ دیں۔

(اس موقع پر شفیق احمد خان بغیر مائیک کے بولتے رہے)

جناب سپیکر: شفیق صاحب! آپ کو موقع دیں گے شفیق صاحب شفیق صاحب!

وزیر تعلیم: xxxxxxxxxxxx

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر صاحب! اسکو منع کریں وہ ایسے بدتمیز الفاظ استعمال نہ کریں بھاگ جاہیں گے یہ کیا الفاظ ہیں آپ استعمال کرتے ہیں ممبران کیلئے آپ اس طرح کے الفاظ استعمال کرتے ہیں آپ کا کیا مقصد ہے یا آپ کہہ دیں کہ یہ بیٹھتے نہیں ہیں کوئی پارلیمانی الفاظ استعمال کر لیں۔ Why you are getting out of you

جناب سپیکر: شفیق صاحب! تھوڑی پارلیمانی لینگوتج ہو please آپ کو میں نے request کی شفیق خان کے ان الفاظ کو کارروائی سے expunge کیا جائے کیونکہ یہ معزز اراکین کیلئے ٹھیک نہیں ہیں۔ میں نے الفاظ expunge کرادیئے جی جعفر خان صاحب آپ continue کریں پلیز۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر! میں نے پہلے یہ ذکر کیا تھا کہ اس وقت ایک منٹ ----- جناب سپیکر: شفیق صاحب! آپ wind up میں دیکھیں اس طرح interruption ہوگی تو-----

وزیر تعلیم: ٹھیک ہے سر! لیکن آپ کو مجھے پھر ضرور سننا ہے اکیلا بھی آپ کو سننا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو میں سنوں گا میں سنوں گا۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر! میں نے پہلے کہا کہ یہ صرف ابھی محترم منسٹر صاحب کے دور میں زیادہ speed سے خراب ہوگئی اس وجہ سے شاید زیادہ اس کو pain ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جعفر صاحب! آپ بھی بار بار ان کو چھیڑ رہے ہیں آپ بات کریں؟

شیخ جعفر خان مندوخیل: میں نے کہا دو دہائیوں سے تعلیم خراب ہو رہی ہے جس میں میں خود بھی منسٹر تھا میں نے اس کا بھی ذکر کیا ہے دو دہائیوں میں میرا نمبر بھی آ جاتا ہے پرائیویٹ اسکول پر آ رہا ہوں سر! اسکولوں میں ابھی تک فرنیچر provide نہیں کیا جاسکتا جدھر سہولیات پانی ہے ٹھنڈے پانی کی مشین ہے بجلی ہے باتھ روم ہے وہ ابھی تک provide نہیں ہو رہے ہیں اس کے لیے گورنمنٹ ایک system بنائے امتحانی system کو یعنی اب بھی ہمارے exams سو فیصد نقل پر چل رہے ہیں اس کو بہتر بنا دیا جاتا جب آپ exams میں کنٹرول نہیں کریں گے بیشک ایک دو سال آپ کے بچے اس میں رہ جائیں آخر ان کو پڑھنے کا ہوش آئیگا جب وہ فیل ہوں گے ان کو ہوش آئیگا میں تو یہ سمجھتا ہوں سب سے پہلے ان کو examination system کو improve کرنا چاہے اسکو ایسا بحکم جناب سپیکر غیر پارلیمانی الفاظ xxxxxxxxxxxx کارروائی سے حذف کیے گئے۔

سسٹم دے دینا چاہیے ایسا لوگ دے دینا چاہیے کہ ان کا نقل پر مکمل کنٹرول ہو اس وقت اگر آپ پنجاب میں جائیں میں سمجھتا ہوں وہاں نقل کا تصور نہیں ہے آپ پشتونخواہ میں چلے جائیں وہاں نقل کا تصور نہیں ہے یہ جو نقل کا ایک تصور ہے بلوچستان اور interior سندھ میں ہے یہ دونوں کی بدبختی ہے کہ روز بروز یہ خراب ہو رہے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سسٹم کو بھی improve کرانے کی ضرورت ہے تو اور بھی بہت زیادہ details ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کیونکہ دوسرے ممبران صاحبان بھی بولیں گے اور معزز منسٹر صاحب خود بولیں گے انشاء اللہ ہم بیٹھیں گے سننے کیلئے بالکل۔ پرائیویٹ اسکول میں سمجھتا ہوں کہ ہر حالت سے گزرے ہوئے ہیں ماسوائے چند دو چار اسکول کے سٹی ہے لیکن ہاؤس ہے یا دوسرے ہیں ان کی فیس اتنی زیادہ ہیں کہ کسی کے کنٹرول میں نہیں ہیں تین تین چار ہزار فیس یعنی کہ میرا بیٹا بتا رہا تھا کہ اس کی 24 ہزار فیس ہے انہوں نے مجھ سے 50 ہزار روپے مانگے میں نے کہا کیا کرنا ہے اس نے کہا 24 ہزار روپے میں فیس دیتا ہوں وہ سٹی اسکول کے اے لیول میں پڑھتا ہے 24 ہزار کون afford کر سکتا ہے 24 ہزار تو اس وقت تین ملازم کی تنخواہ ہے یہ پرائیویٹ اسکول It is getting out of control جو معزز منسٹر صاحب نے جواب میں دیا تھا کہ آپ ان کی فیسوں کا structure بھی چیک کرتے ہیں تو سب سے پہلے یہ جو بڑے اسکولز ہیں ان کی فیسوں کا structure ان کی تو quality ایجوکیشن اور عمارت وغیرہ بہتر ہوتی ہیں لیکن فیسیں بہت زیادہ ہیں ان کو کنٹرول کیا جائے تاکہ ایک متوسط طبقہ بھی اس میں داخلے کے لیے سوچ سکے اس کے ماسوائے دوسرے جو ہر روڈ پر اسکول کھلے ہوئے ہیں گورنمنٹ پبلک اسکول گرائمر اسکول فلاں اسکول اس کی کوئی چیکنگ نہیں ہے نہ ان کے examination سسٹم کی چیکنگ ہے نہ ان کے ٹیچرز کی چیکنگ ہے نہ ان کے curriculum کی چیکنگ ہے نہ ان کی بلڈنگ کی کوئی چیکنگ ہے جب تک ان کو آپ کنٹرول میں نہیں لائیں گے اور صحیح Under rule of education department میں نہیں لائیں گے اس وقت تک یہ کنٹرول نہیں ہونگے صرف پرائیویٹ اسکول کے بہانے لوگوں سے فیسیں بھڑکتے رہیں گے ان کو کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے جیسا سوال ہم نے کیا تھا اس میں کالجز کا تو جواب دیا تھا اسکولز کا نہیں تھا آپ کے پرائیویٹ اسکولز کی ہزاروں کے حساب سے mushroom growth ہو رہی ہے لیکن out of control ہیں کنٹرول ان کے اوپر نہیں ہے کنٹرول کرنا پڑے گا اس حکومت بلوچستان کو خصوصی طور پر اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو کچھ اسکولز ایسے ہیں

جیسے اسلامیہ اسکول ہے یا تعمیر نو ہے یا اور کچھ اسکول ٹرسٹ کے تحت چل رہے ہیں no profit no loss کی بنیاد کے اوپر میں سمجھتا ہوں کہ انکو ہمیں appreciate کرنا چاہیے گورنمنٹ اگر خود ہر اسٹوڈنٹ کے اوپر 5 سو روپے یا 6 سو روپے اگر تمام تعداد آپ نکال دیں تو 6 یا 7 سو روپے سے ایک ہزار روپے تک گورنمنٹ کا خرچہ آتا ہے اگر آپ ٹیچروں کی تنخواہ بھی نکالیں اسکولوں کی تعمیر اور مرمت بھی آپ اس میں رکھ لیں دوسرے تیسرے بھی کر لیں Why not we shall give some aid to these schools ہم 10 کروڑ روپے 20 کروڑ روپے رکھ لیں ان اسکولوں کو appreciate کریں ہر ڈسٹرک ہیڈ کوارٹر میں ان کو جگہ دے دیں تاکہ وہ اپنے ہی competition میں کچھ اسکول کھول سکیں جبکہ گورنمنٹ deliver نہیں کر سکتی ہے تو گورنمنٹ کو چاہیے میں منسٹر صاحب سے اسپیشلی یہ request کروں گا کہ ان چیزوں کو مزید بہتر بنانے کے لیے پرائیویٹ اسکولوں کے اوپر ان کا کنٹرول لازمی ہے strict control میں خود منسٹر ایجوکیشن رہا ہوں ڈیپارٹمنٹ یہ کہتا تھا کہ ہمارا پرائیویٹ اسکولوں کے ساتھ کیا کام ہے پرائیویٹ اسکول میں بھی ہمارے بچے پڑھتے ہیں جو اچھے اسکول ہیں وہ بھی ہمارے بچوں کو پڑھاتے ہیں اور ان کی مدد کریں ان کو فنڈ دیں انکو امداد دیں تاکہ وہ growth کریں دوسرے علاقوں میں جائیں ان کو ہم زمینیں دیں تاکہ پرانے زمانے سے اسلامیہ اسکول کھلا ہوا ہے دوسرا تعمیر نو کھلا ہوا ہے یا گرائمر اسکول ہے یا سینٹ مائیکل اسکول ہے یا آپ کے کانونٹ اسکول ہے یہ جو چند اسکول ہیں -----

جناب سپیکر: جعفر خان صاحب! آذان ہو رہی ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: میں اپنی speech کو ایک منٹ میں conclude کرتا ہوں پھر اس کے بعد نماز کا وقفہ کر دیں۔

(اس موقع پر جناب چیئر مین میر ظہور حسین خان کھوسہ صدارت کی کرسی پر متمکن ہوئے)

میر ظہور حسین خان کھوسہ (چیئر مین): نماز کا وقت ہے 20 منٹ کے لیے وقفہ کیا جاتا ہے۔

جناب چیئر مین: جی جعفر صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: اسکے اوپر تحریک التوا بھی لائی گئی تھی میڈم روبینہ کی ایک پریس کانفرنس تھی کہ وہ اپنے ایک تو as a regular student کے داخلے نہیں بھجواتے ہیں اور پرائیویٹ اسٹوڈنٹس کے داخلے بھجواتے ہیں تاکہ ان کے اسکول بورڈ پر اچھے مارکس نظر آجائیں کہ فرض کر لو اتنا پرسنٹ اس

اسکول کا over all رزلٹ آیا ہے رزلٹ شو کرنے کیلئے اس کی ایپرومنٹ کیلئے آپ کے آرمی کے اسکولز ہیں اقراء آرمی and other schools وہ یہ کرتے ہیں اس گناہ میں شامل ہوتے ہیں کہ اپنے بچوں کی زندگی خراب کر دیتے ہیں اسمیں یہ ہوتا ہے کہ پرائیویٹ داخلہ جس نے لیا ہوتا ہے اس کو آگے کیلئے ایڈمیشن پراپر نہیں ملتا ہے بے شک آپ اسکول سے پاس کر لیں صرف اپنا رزلٹ ایپرو کرنے کیلئے دوسرا یہ آرمی کے جو اسکولز ہیں اس میں معیار بھی ڈبل سٹینڈرز ہے آرمی آفیسرز کے بچوں کے لئے دو سے تین سو روپے اسکول فیس ہے جبکہ ہمارے بچوں کیلئے پندرہ سو روپے سے دو ہزار روپے فیس ہے وہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ غلط ہے سب اسی ملک کے شہری ہیں سب کیلئے ہے ہمارے گورنمنٹ اسکولز میں کسی پر بھی پابندی نہیں ہے کہ آرمی آفیسر کا کوئی بچہ اس میں داخلہ نہیں لے سکتا یا کسی اور کا بیٹا اسمیں داخلہ نہیں لے سکتا انکے ساتھ برابر برتاؤ کیا جاتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ برابر برتاؤ بہتر ہوتا محکمہ ایجوکیشن تھوڑا جائزہ لے ڈائریکٹ وہ فیڈرل گورنمنٹ کے انڈر آتے ہیں شفیق صاحب ابھی ادھر explain کر رہے تھے کہ They don't have enough interaction or enough control on it لیکن یہ چیزیں کم از کم اس اسمبلی کے نوٹس میں آگئیں through press انکے اوپر ایک دباؤ آتا ہے کہ یہ کر لیں کہ آرمی اسکولز بھی انکے بچے بھی یہی ہیں جیسے ہمارے بچے ہوتے ہیں ایک پرائیویٹ اسکول کے متعلق میں نے کہا کہ 24.24 ہزار روپے فیس 20,20 ہزار روپے فیس 18,18 ہزار روپے فیس میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی زیادتی ہے کون ادا کر سکتا ہے میں تو چلو ادا کر دوں گا اس ہاؤس میں آپ دیکھ لیں کتنے لوگ یہ فیس afford کر سکتے ہیں تو انکے اوپر تھوڑا کنٹرول ہونا چاہئے جو سٹی اسکول ہے لیکن ہاؤس ہے and other schools ان کو بھی تھوڑا کنٹرول میں رکھا جائے ٹرسٹ اسکولوں کا جو نان پرافٹ ہیں اسکے لئے گورنمنٹ پھر initiative لے پہلے کسی زمانے میں جب میں ایجوکیشن منسٹر تھا کوئی چالیس لاکھ روپے ہوتے تھے سالانہ جو انکی امداد کے لئے ہم دیتے تھے۔ آج کل تو چالیس لاکھ روپے کی ویلیو نہیں ان میں چاہئے کہ تیس چالیس کروڑ روپے ہم ان اسکولوں کو دیں کہ آپ other districts میں پرائیویٹ اسکولز کھول لیں تاکہ گورنمنٹ کے مقابلے میں وہی بچوں کو وہ لوگ بھی پڑھا رہے ہیں ہمارے گورنمنٹ اسکولز بھی پڑھا رہے ہیں discrimination انکے ساتھ نہ رکھیں جو اچھا سسٹم ہے اسکی حوصلہ افزائی کریں آخر میں میں یہ کہوں گا کہ جو گورنمنٹ اور پرائیویٹ اسکولز ہیں انکے لئے میں تجاویز دوں گا کہ اس ہاؤس کی ایک کمیٹی

بنائیں منسٹر ایجوکیشن کی سربراہی میں جو ان تمام چیزوں کا جن کا میں نے ذکر کیا اور اس ہاؤس کے دوسرے ممبران ہیں وہ بھی ذکر کریں گے تجاویز آئیں گی ان کو عمل میں لانے کے لئے ایک کمیٹی بنائی جائے جو ان سب کو عمل میں لائے اور اسی کمیٹی کے کہنے کے اوپر انکے لئے بجٹ میں بھی وہی ترتیب پے میں آپ کو بتاؤں جمعیت علماء اسلام کا اور جام صاحب کا معاہدہ ہوا تھا مسلم لیگ کا تو نہیں تھا جام صاحب کا تھا کیونکہ دستخط ان دونوں کے ہیں مولانا واسع کے ہم نے تو دیکھا بھی نہیں اس میں انہوں نے ایک شق رکھی ہوئی ہے کہ صوبے میں تعلیم کو عام کرنے اور بامعنی بنانے کیلئے خصوصی توجہ دی جائے گی اس کیلئے صوبائی بجٹ کا 35 فیصد حصہ مختص کیا جائے گا اگر اس وقت ایک تجویز انہوں نے مانی تھی تو لارجسٹ پارٹی آف دی گورنمنٹ مسلم لیگ تھی اور جمعیت علماء اسلام تھی دونوں نے یہ ایگریمنٹ کیا تھا کہ 35 فیصد حصہ بجٹ کا ایجوکیشن کیلئے مختص کیا جائے گا اب بھی 35 فیصد 30 فیصد 25 فیصد میں کہتا ہوں کہ ٹاپ پرائزٹی ہمیں ایجوکیشن کو دینا چاہئے ان کو وسائل دینے کے لئے، لیکن ساتھ ساتھ جو پہلے میں نے ذکر کیا ان سب چیزوں کو درست کر کے پچاس فیصد حصہ آپ دے دیں وہی نقل ہو وہی ترتیب وہی معاملات چل رہے ہوں پھر کوئی فائدہ نہیں وسائل provide کئے جائیں سبجیکٹ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ reforms لائے انکی مدد کے لئے اس ہاؤس کی آپ ایک کمیٹی بنا دیں تاکہ وہ اس کے اوپر بیٹھ جائے جو active ممبرز ہیں میں نام لوں گا میں نے کچھ نام بھی بتائے تھے لیکن definitely وہ پھر شاید جن کے نام نہیں ہوں گے وہ ناراض ہو جائیں گے شفیق صاحب کا نام تھا روبینہ عرفان، راحیلہ بی بی، بشر دوست صاحب، احسان شاہ صاحب کا ہے مختلف پارٹیز سے اور پی ایم ایل (ن) سے اچکڑی صاحب ہیں آزاد سے اسلم بزنجو کا یا انکے گروپ سے کسی اور ہو پیپلز پارٹی سے کوئی اور یہ اپنے ساتھ رکھنا چاہئے یہ active ہوں جو اس میں participate کریں وہ ان چیزوں کو لے کر کے ایجوکیشن میں کچھ reforms لائیں جب تک آپ ایجوکیشن میں reforms نہیں لائیں گے اس وقت تک اس صوبے کا کچھ بھی نہیں بنے گا یہ جو آپ لڑائی کر رہے ہیں مسلح جدوجہد کر رہے ہیں انکی کوئی ضرورت نہیں پڑے گی آپ کی ایجوکیشن میں reforms آئیں گی آپ کا صوبہ irritate ہوگا That enough for your province پھر خود اپنے لئے ڈھونڈیں گے آج دنیا میں دیکھ لیں سری لنکا میں 98 فیصد ایجوکیشن ہے جو ہمارے طرح کا ملک ہے ہم سے زیادہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ کمزور لوگ ہیں لیکن اگر وہ اتنا کر سکتے ہیں Why can't we لیکن ایک serious effort کیا جائے

اس کیلئے بقایا کو چھوڑ کر سب کو ہم نہیں کر سکتے ہیں G&W کو بھی صحیح کرنا ہے ایریکیشن کو بھی صحیح کرنا ہے دوسروں کو بھی صحیح کرنا ہے سب کو نہیں ایک فیکٹر کو آپ پکڑ لیں منسٹر صاحب کو میں یہ کہتا ہوں وہ دلچسپی لیتے ہیں انہوں نے کہا کہ آپ نے تعریف نہیں کی ہے میں نے کہا کہ تعریف ضرور کروں گا آپ کی لیکن مجھے تعریف کیلئے چھوڑیں اس سے پہلے مجھے نہ بگائیں دلچسپی لیتے ہیں ٹائم دیتے ہیں ان کو ہاؤس کی سپورٹ ہماری سپورٹ مل جائے میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کی سپورٹ مل جائے کوئی ایجوکیشن میں reforms آجائیں تو یہ صوبے کیلئے سب سے بہتر ہوگی جو ہم اس ہاؤس کے ذریعے کر سکیں گے۔

That's all sir! Thank you very much

جناب چیئرمین: روبینہ عرفان صاحبہ!

محترمہ روبینہ عرفان (وزیر قانون و پارلیمانی امور): Thank you جناب سپیکر! یہ تحریک التوا نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے جو جعفر خان صاحب نے پیش کی یہ ان طالب علموں کے مستقبل کی تحریک التوا ہے یہ انکے مستقبل کیلئے جو آواز اس اسمبلی سے اٹھے گی یا اس معزز ایوان سے اٹھے گی یہ بچوں کا مستقبل ہے جناب سپیکر! پچھلے دور میں ہر درسگاہ میں یا ہر اسکول میں اگر آپ جاتے تو انکے دروازے یا گیٹ کے اوپر with your permission میں یہ شعر آج میں دوبارہ یہ شعر پڑھوں گی تاکہ ہماری ماضی ہمیں یاد رہے جو پاکستان نے ہمیں بنایا ہے ہم نے کیا کیا وعدے کئے اس وقت ہم نے کیا کیا کہا ہم نے اپنا زرا اپنی زمین دی پاکستان کو مگر آج بلوچستان کو اس قدر پسماندگی میں اور اس طرح بے رخی میں جیسے ایک بچے سے سوتیلی ماں کا سلوک کیا جاتا ہے تو ایجوکیشن کے حساب سے بچوں کے ساتھ سوتیلی ماں کا سلوک آج ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر! ہم یہاں پر کسی ایک ادارے کی یا کسی ایک ایجوکیشن انسٹی ٹیوٹ کی برائیاں نہیں کر رہے ہیں مگر ہم جب بچوں کو اسکول میں ڈالتے ہیں ایڈمشن کیلئے بچے ماں کی انگلی کو پکڑ کر ڈھائی سال کی عمر میں جاتا ہے اسکول کے گیٹ کے اندر اور وہاں پر ہم اس کو ایڈمشن دیتے ہیں وہاں پر ہمیں کوئی اسٹامپ پیپر یا کوئی سند یا کوئی سند جیسی چیز پر دستخط نہیں کرائے جاتے کہ بچہ پندرہ یا سولہ سال گزار دیتا ہے تو اس بچے کو اس اسکول کا سند نہیں ملے گا اور اس بچے کو ایک پرائیویٹ پرچہ یا کارڈ ہاتھ میں دے گا جو بالکل بے معنی ہوگا اس سٹوڈنٹ کیلئے اور کسی اور انسٹی ٹیوٹیشن کیلئے بھی جناب سپیکر! آپ خود ایک معزز سپیکر ہیں ایک ایجوکیٹڈ انسان ہیں اور ایک معزز ہاؤس ہے اگر وہ بچہ وہ سند کسی اور صوبے میں بھی باہر ملک تو دور کی بات ہے اگر اس سند میں اس نے فنسٹ ڈویژن

حاصل کیا ہونے پر اور کسی ریگولر سٹوڈنٹ نے تھرڈ ڈویژن حاصل کیا ہو تو وہ پرائمری تھرڈ ڈویژن کو دیں گے پرائیویٹ سٹوڈنٹ کے یہ فیسٹ ڈویژن انکے لئے بالکل بے معنی ہے آج یہ تحریک التوا جعفر صاحب نے پیش کی یہ ان اسکولوں کی نا انصافی یا ان اسکولوں کی جو ایڈمنسٹریشن ہے انکے ظلمانہ طور طریقے ان بچوں پر کہ ماضی میں تو ہر بڑا آدمی چاہے بادشاہ ہوتا یا لیبیشن ہوتا یا کسی state کا نمائندہ ہوتا وہ ہمیشہ اپنی درسگاہ یا اسکول یا ادارے کا ذکر اپنی کتابوں میں کرتا ہے اپنی تاریخی کتابوں میں کرتا ہے اپنی بائیوگرافی میں کرتا ہے آج اگر محترمہ بے نظیر کے اوپر کتاب لکھی گئی ہے تو ہمیشہ سے ذکر ہوتا ہے تو انہوں نے کیمرج یونیورسٹی میں پڑھا مگر ان بچوں کے دلوں پر ہاتھ رکھ کر یہ پوچھا جائے کہ آپ کے ساتھ کیا ظلمانہ طریقہ آپ کی اس ایڈمنسٹریشن نے رکھا ہے تو وہ بچے کبھی بھی نہیں کہیں گے کہ وہ آج اقراء آرمی پبلک اسکول کے سٹوڈنٹ ہیں پچاس بچے جناب سپیکر! اس معزز ہاؤس کے سامنے میں آج آپ کو کہہ رہی ہوں پچاس بچے یہ چھوٹی بات نہیں ہے پچاس بچوں کو پرائیویٹ سٹوڈنٹس کر کے بھیج دینا Just to level that upgrade ان اسکولز میں اور انہی بچوں نے فیسٹ ڈویژن 9th کلاس کے امتحان میں لیا ہے فیسٹ ڈویژن کیا ہمارے بچوں کا مستقبل یہی ہے میں سمجھتی ہوں جناب سپیکر! جو پچھلے زمانے میں لکھا ہوتا تھا آپ کی اجازت سے میں یہ شعر پڑھوں گی۔

قسمت نوع بشر تبدیل ہوتی ہے یہاں

ایک مقدس فرض کی تکمیل ہوتی ہے یہاں

میں سمجھتی ہوں ایسے اداروں کے اوپر نہ unity faith and discipline جو ہمارا پاکستان کا موٹو ہے نہ وہ لکھا جائے نہ پاکستان کا جو قومی ترانہ ہے وہ وہاں پر پڑھا جائے کیوں؟ کیونکہ یہاں پر سویلین بچوں کے ساتھ جو نا انصافی ہوئی ہے اور خاص طور پر پاکستان کے بچوں کے ساتھ جناب سپیکر! یہ کوئی بلوچ، پٹھان، ہزارہ اور سندھی کی بات ہم نہیں کر رہے ہیں ہم پاکستانی ہیں بلوچ، پٹھان اور ہزارہ بچے یہ کھلے پہن کر یہاں آ کر کیا کریں گے کیا ایجوکیشن حاصل کریں گے I am sorry to say we are almost we are well educated more than I have. And she should realize she is on the soil of Balochistan . وہ بلوچستان کی سرزمین پر بیٹھ کر بلوچستان کے بچوں کو اتنا نیچے گرانا اور نیچے دکھانا تو میں سمجھتی ہوں ایسے وائس چانسلر تو کیا اس کو

ہم یہاں رہنے بھی نہ دیں وہ جہاں سے بھی آئی ہے Thank God for that کہ وہ چلے گئے ہمارے جو پہلے گورنر صاحب تھے انکی بدولت اس کو extention پر extention ملتی گئی مگر I am gratefull to our Governor , Who realize it . کہ ہمارے بچوں کی کیا تکالیف ہیں جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں پہلے تو اس اسکول کا نام اقراء آرمی اسکول ہونا چاہئے اور یہاں پر ایک بورڈ لکھا جائے کہ یہ سویلین بچوں کیلئے نہیں ہے صرف اور صرف آرمی کے بچوں کیلئے ہے یہاں پر اس سرزمین پر ہمارے بچوں کیلئے کوئی جگہ نہیں جہاں پر ہمارے بچوں کو کوئی عزت ملے جناب سپیکر! ہماری گورنمنٹ اور ہم اور یہاں پر جو بیٹھے ہوئے تمام ممبران اچھی طرح جانتے ہیں کہ اسکول انتظامیہ کے یہاں مروجہ قوانین اور ان کو بھی ماننے کیلئے اسکول تیار نہیں ہے جو رولز اینڈ ریگولیشن پرائیویٹ اسکول کے ہیں ان کو بھی ماننے کیلئے تیار نہیں ہے۔ They do not understand it ۔

They are wearing such a uniform . یونیفارم کی بجائے وہ جو ایڈمنسٹریشن ہے ہیڈ مسٹر لیس نے جو بات کی۔ انہوں نے parents سے کہا کہ آپ کے بچے فیسٹ ڈویژن آتے ہیں نویں جماعت میں تو۔ They will go as a regular student تو آج ان کی زبان کو کیا ہوا ہے یہ بچے کیا یہی سیکھیں گے Future of Pakistan جو بچے ہیں ہمارے کیا یہ یہی اپنی ایڈمنسٹریشن سے سیکھیں گے جھوٹ بولنا۔ I do not think so جناب سپیکر!

These sorts of matter do matter here . یہ چھوٹی بات نہیں ہے آج یہ میرے بچے ہیں اور یہاں بیٹھے کچھ لوگوں کے بچے ہیں جو دوسرے عوام ہیں باہر ہیں پچاس بچے متاثر ہیں۔ That is not joke Mr. Speaker fifty kids . ان پچاس بچوں کا مستقبل تو تاریک میں چلا گیا مگر جو آنے والا کل ہے میں اس معزز ایوان سے اس august House سے بھی یہ رکویسٹ کروں گی کہ اگر ہمیں اپنا future بنا نا ہے بلوچستان کو ایک روشن خیال ایک educated class کی طرف لے جانا ہے آج ہمارے پاس کوئی اکیس گریڈ کا آفیسر نہیں ہے اس کی وجہ کیا ہے اگر ہم اسلام آباد سے لسٹ مانگتے ہیں کہ کوئی اکیس گریڈ کا آفیسر ہے جو بلوچستانی ہے اس پورے سولہ کروڑ جو اس پاکستان کی آبادی ہے بلوچستان ایک یا دو یا تین یا چھ آفیسر یہ اسی وجہ سے ہیں کہ ان کو آگے نہیں جانے دیتے ہیں اگر بلوچستان کے لوگ آج رو رہے ہیں اور اخباروں میں آ رہے ہیں کہ ان کے ساتھ نا انصافیاں ہو رہی ہیں جناب سپیکر! اس کی کچھ وجہ تو ہے کوئی رو رہا ہے تو اس کی وجہ ہے

کوئی اس سے جا کر پوچھے جناب! ہم یہاں کے آئینہ ممبر جو یہاں ہم اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں ہمارا کام ہے کہ ہم اپنے لوگوں کی نمائندگی کریں۔ We are the representative of Balochistan Government the people of Balochistan. ہر بچہ ہر آدمی ہر عورت کی آواز اگر کسی کے حق حقوق چھینے گئے ہیں یہ ہمارا فرض بنتا ہے ہم اس کی آواز بنیں اور یہاں پر بولیں۔ ہمارا کام یہ نہیں ہے کہ بات کہیں کی ہو اور ہم کہیں کی بات کریں۔ سچ بات اس آئینہ ہاؤس میں کرنا یہ ہمارا فرض بنتا ہے۔ جناب سپیکر! میں بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری بات سنی اور جعفر خان صاحب نے اس تحریک کو اس اسمبلی میں ٹیبل کیا ہے کیونکہ جناب والا! یہ بہت ہی اہم تحریک ہے کوالٹی آف ایجوکیشن یہ ٹھیک ہے۔ We are giving quality of education all these schools. گورنمنٹ اسکولز ہیں مگر ہمارے اساتذہ جناب! ان کو پابند کیا جائے کہ یہ جس ضلع سے پڑھے ہیں یا جس ضلع سے ان کا تعلق ہے یا جس ضلع سے یہ آئے ہیں انہیں کم از کم تین سال ان ڈسٹرکٹوں کا پابند ہونا چاہئے تاکہ وہ وہاں پر پڑھائیں یہ ان کا فرض بھی بنتا ہے۔ There should be a ruling in this assembly آپ ہر ٹیچر کو دیکھیں کہ وہ تبادلہ مانگ رہا ہے ہمارے منسٹر صاحب کو بھی تنگ کرتے ہیں گورنمنٹ کو بھی تنگ کرتے ہیں کہ آپ ہمارا تبادلہ کوئی نہ کریں۔ کیوں کوئی نہ کریں جب آپ چمن کے ہیں آپ قلات کے ہیں یا آپ ژوب سے آئے ہیں تو آپ کو کم از کم تین سال آپ کا فرض بنتا ہے وہاں کام کریں۔ وہاں کے ہسپتال کے جو ڈاکٹر ہیں وہاں کام کریں جو ٹیچر ہیں وہاں کے لوگوں کو پڑھائیں وہ آپ کی سر زمین ہے آپ کی مٹی ہے ہمیں پیچھے نہیں بھاگنا چاہئے اگر We should take serious notice of it even the education minister I would request him . کہ جو لوگ تین سال سے پہلے اپنا تبادلہ کرنا چاہتے ہیں ان کو پابند کریں کہ وہ تین سال تک اپنے ضلعوں میں وہ وہاں پر رہیں۔ In the same way honourable health minister . جو ڈاکٹر جن ڈسٹرکٹوں سے آئے ہیں وہیں پر ان کو پابند کیا جائے۔ تاکہ They should make space for the other people . جو نئی جنریشن ہے وہ آگے آئے جناب سپیکر! اگر ہر کوئی بھاگتا ہوا ہمارے کیمپٹل کوئی نہ میں آئے تو کیا پورا بلوچستان کوئی نہ تو نہیں ہے And I am once again be gratefull . کہ جناب سپیکر! یہ رولنگ ضرور دی جائے کہ جو بچے پرائیویٹ امتحان کیلئے گئے ہیں ان

Some thing is future کی بات ہے یہ ابھی exam میں بیٹھے ہیں ابھی بھی دیر نہیں
 We should request the federal board through better کہ ہم
 education minister . جو بچے پرائیویٹ امتحان دے رہے ہیں انہیں اسکولوں کے توسط
 سے ریگولر کریں کیونکہ ان کے مستقبل کا سوال ہے جناب سپیکر! I will ask the honourable
 minister to please request the federal government . کہ یہ پرائیویٹ
 سند کے ساتھ کہیں نہیں جاسکیں گے کراچی یا لاہور کے کینیڈا کالج - ایم سی اے ان کو کبھی بھی نہیں لیں
 گے - پرائیویٹ چاہے یہ فسٹ ڈویژن بھی لیں چاہے یہ آٹھ سو بھی مارکس لیں انہیں کوئی بھی نہیں لے
 گا - Atleast we will request it ہماری حکومت کی طرف سے یہ روک ٹوک جائے گی اس
 ہاؤس کی طرف سے روک ٹوک جائے گی یہ بچوں کے مستقبل کا سوال ہے -

جناب چیئر مین: زمرک خان صاحب!

انجینئر زمرک خان (وزیر مال): جناب والا! جو مسئلہ ہے میں اس کو سمیٹ لوں ہمارے ایجوکیشن منسٹر
 شفیق صاحب اور ہیلتھ منسٹر بھی بیٹھے ہوئے ہیں جس طرح ہمارے اسکول اور پرائیویٹ ہسپتال چل رہے
 ہیں میں تو ان کے بارے میں یہ نہیں کہوں گا جب نظام شروع سے ہی خراب ہوتا ہے تو اب یہ کیا ٹھیک
 کر لیں گے - ہم تو 1947ء سے یہ کہتے آ رہے ہیں کہ جو طبقاتی نظام تعلیم ہے ہم اس کو مانتے ہی
 نہیں ہیں میں اس طرح آپ کو یہ بتا دوں کہ میں گاؤں پیر علیزئی کا رہنے والا ہوں وہاں سے میں نے
 ٹاٹ پر بیٹھ کر اپنی تعلیم حاصل کی ہے اور ہمارے مقابلے میں لوگ ہوتے ہیں جیسے سٹی اسکول ہے
 لیکن ہاؤس ہے آرمی کے جو پرائیویٹ اسکول ہیں ان میں پڑھتے ہیں ان سے بھی آپ اوپر جائیں
 میں نے اس سے پہلے بھی ایجوکیشن پالیسی کے متعلق میں نے وضاحت سے بات کی ہے اور
 منسٹر ایجوکیشن صاحب سے گورنر صاحب سے وفاقی حکومت سے بھی بات کی ہے - یہاں بلوچستان سے
 تعلیم حاصل کر کے بعد میں وہاں جا کر اتنی مشکل ہو جاتی ہے ہماری تعلیم ہمارا جو ایجوکیشن سسٹم ہے
 صوبے سے نکل کر کے پھر ہمارا مقابلہ مرکز سے ہوتا ہے وہاں تو اتنے اچھے اسکول بنائے جاتے ہیں
 جس طرح آپ کراچی کے گرائمر اسکول میں جائیں میں ابھی اپنے بھتیجے کے داخلے کیلئے گیا تھا میں نے
 ان کو ایک پرسنل روک ٹوک کی کہ آپ ہمارے بلوچستان کے لوگوں کو تعلیم حاصل کرنے کا موقع
 نہیں دیں گے تو ہم کیسے آگے جائیں گے ہم کسی کے مقابلے میں کسی کے آگے کیسے بیٹھیں گے -

اُدھر ایڈمشن لینا ایسا ہے جیسے یہاں آپ کو سترہ گریڈ کی پوسٹ لینے کے مطابق ہے۔ آپ فارنس کالج میں جائیں وہاں کیا سسٹم ہے آپ ایچی سن کالج میں جائیں وہاں کیا سسٹم ہے۔ یہ جو سسٹم ہے ہم اس کے خلاف ہیں کہ یہاں نظام ایک ہی طرح سے ہونا چاہئے جب ایک غریب مسکین ایک کلرک کا ایک چڑا سی کا بچہ جیسے پڑھتا ہے وہاں ایک سرمایہ دار کا بچہ بھی اسی طرح پڑھ لے پھر ہم مقابلہ کر سکتے ہیں اس طرح تو میں پچاس ہزار روپے فیس دے کر اپنے بچے کو پڑھاؤں گا اور ہم سے جو بڑے ہیں وہ ساٹھ ہزار دے کر پڑھائیں گے میں تو کہتا ہوں اسلام آباد اور لاہور میں جو اسکول ہیں ان کی پچاس، پچاس ہزار روپے فیس ہوتی ہے۔ وہاں تو ہم نہیں پڑھا سکتے ہیں تو جس پوسٹ کے لئے competition ہوتی ہے وہ کیسے ہوگی۔ پھر انہوں نے ایک دوسرا سسٹم اپنایا ہوا ہے اپنے بچوں کو نکال کر جو ہمارے بڑے بڑے آفیسرز نواب چودھری سردار ہیں میں کسی کے خلاف نہیں بولتا ہوں وہ لوگ اپنے بچوں کو بڑی پوسٹوں پر لاتے ہیں پھر پی سی ایس ہوتا ہے سی ایس ایس ہوتا ہے اس میں میرے گاؤں میں قلات میں خضدار میں جو بچہ ٹاٹ پر بیٹھ کر پڑھتا ہے وہ کس طرح اس مقابلے میں شرکت کر سکتا ہے وہ کس طرح کامیاب ہو سکتا ہے ایک تو قدرتی ذہنیت ہوتی ہے جو خدا کی طرف سے اس کو عطا ہوتی ہے وہ قدرتی طور پر پڑھ سکتا ہے تو وہ ٹھیک ہے لیکن وہ ہزاروں میں ایک نکلتا ہے لیکن عموماً سوسائٹی پر منحصر ہوتا ہے ایجوکیشن سسٹم پر depend کرتا ہے ہم فیسوں کی بات کرتے ہیں ہم فیسوں کو کس طرح کنٹرول کریں جو سسٹم ہے وہ ہماری اپنی طرف سے بھی خراب ہے یہ صرف حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے اس پالیسی کے ہم خلاف ہیں۔ دوسرا یہاں جو نقل کا سسٹم چلتا ہے ہمارے جو ٹیچر ہیں وہ کیا پڑھاتے ہیں ایک ٹیچر وہ اپنا برنس کرتا ہے میٹرک سے جو فارغ ہوتا ہے اس کو آدھی تنخواہ دے کر کہ آپ میری جگہ پر جا کر اسکول میں ڈیوٹی کریں اور لڑکوں کو پڑھاتے رہیں یہ کونسا سسٹم ہے پھر میں اپنے بچے کیلئے جا کر سفارش کرتا ہوں ان کو نقل کرنے کیلئے سفارش کرتا ہوں اور نمبر دلانے کیلئے پیسے بھی خرچ کرتا ہوں اور سفارش بھی کرتا ہوں اور جب وہ پاس ہوتا ہے تو وہ آگے کالج میں بیٹھ کر یونیورسٹی میں بیٹھ کر کیا پڑھے گا۔ پھر ہم کالجز مانگتے ہیں کہ ہمارے لئے کیڈٹ کالج بناؤ۔ کیڈٹ کالج تو بناتے ہیں لیکن جو عام کالج میں لڑکے پڑھتے ہیں اس میں فرق جو ہو جاتا ہے تو ہم اس فرق کو کیسے ختم کریں گے۔ ایک دوسرے کو کیسے مقابلے میں بٹھائیں گے ہمارا تو سراسر سسٹم ہی غلط ہے اور ہم جا کر پھر لوگوں کیلئے سفارش کرتے ہیں ہماری اپنی سیاسی پارٹیاں ہیں میں اپنی پارٹی کی بھی بات کروں

ہم نے اپنی سٹوڈنٹ فیڈریشن بنائی ہوئی ہے۔ کیا وہ اپنے کالج میں کرتے ہیں میں آپ کو کہتا ہوں کہ میں پشاور انجینئرنگ کالج سے پڑھا ہوا ہوں انجینئرنگ میں نے وہاں سے کی ہے میں نے وہ سسٹم دیکھا ہوا ہے ہم شرط لگاتے تھے کہ کوئی نقل کرے جراب سے نقل نکالے یہ جرأت کسی میں نہیں ہوتی تھی کہ وہ نقل نکال کر دولفظ لکھے۔ اگر ہوتا تو وہ ان کو rusticate کرتے ان پر دو امتحانوں کیلئے پابندی لگا دیتے۔ لیکن ہماری تو اتنی خوشیاں ہوتی ہیں بچے کیلئے بھاگ دوڑ کرتے ہیں پیسے خرچ کرتے ہیں کہ ہماری ڈیوٹی لگ جائے ہم اتنی کوشش کرتے ہیں اپنے بچوں کو نقل کرانے کی کوشش کرتے ہیں آپ سب کو پتہ ہے۔ یہ سسٹم ہوتا ہے پھر تنظیمیں ہیں میں خود پختون سٹوڈنٹ فیڈریشن پشاور کا صدر بھی میں رہ چکا ہوں مجھے وہاں کے ایک ٹیچر نے کہا کہ اس تنظیم کا مقصد کیا ہوتا ہے میں نے کہا یہ پختونوں کی تعلیم کی بہتری کیلئے اور ایجوکیشن کو عام کرنے کیلئے ہے۔ آپ تو یہ کہتے ہیں کہ اس قوم کیلئے نقل بربادی کا سلسلہ ہے نقل کا جو سسٹم ہے غلط ہے یہاں جو ہماری بی ایس او پی ایس او پی ایس ایف بنی ہوئی ہے ہمارے ہزارے ہیں ان سے پوچھا جائے کہ آپ لوگوں نے ایجوکیشن کے لئے کیا کیا ہے کالج اور یونیورسٹی میں جو ہوتے ہیں یہاں پر تو بھرتیاں سفارش کی بنیاد پر ہوتی ہیں یہاں تو سیٹیں فیڈریشنز آپس میں تقسیم کرتی ہیں ہمارے ٹیچر اور لیکچرارز وہ اس بنیاد پر بھرتی ہوتے ہیں اس کا یہ سلسلہ ہوتا ہے میں اس کے متعلق آپ کو بتاؤں کل یونیورسٹی میں جھگڑا ہوا اس میں ہمارے صوبائی صدر منظور کا کڑ کو مخالف پارٹی نے تین خنجر لگائے ہیں۔ باہر سے مسلح ہو کر یونیورسٹی میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں کالج میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں یہ تو منسٹر صاحب کا کام نہیں ہے کہ وہ اس سسٹم کو سنبھالیں۔ یہ تو گورنمنٹ کا کام ہے یہ تو ہمارے اپنے کئے ہوئے ہیں جو ہم خود ان کو حوصلہ دیتے ہیں اور میں خود ان کے پیچھے ہوتا ہوں کہ وہ کریں۔ جو آدمی وہاں بھرتی ہوتے ہیں۔ اور وائس چانسلر کو میں نے فون کیا کہ میں آتا ہوں اس مسئلے کو درگزر کرتے ہیں ان کو ہم بٹھاتے ہیں ان کا صلح کرتے ہیں انہوں نے انکار کیا تو ہم پھر اپنی عزت کیلئے سب کچھ کرتے ہیں ہم میں برداشت نہیں ہے ہم میں حوصلہ نہیں ہے پھر ہم تعلیم کو بھول جاتے ہیں ہم ہیلتھ کو بھول جاتے ہیں ہم ساری باتوں کو بھول جاتے ہیں جب ہم اپنے قبائلی سسٹم پر اتر آتے ہیں۔ پھر یہ نظام غلط ہے مسلح ہو کر فائرنگ ہوتی ہے دوسرے لوگ زخمی ہوتے ہیں میں نے زخمی کو خود ہسپتال لایا ہے۔ پھر وائس چانسلر کہتے ہیں اس کو گرفتار کیا جائے۔ میرا نام لیا کہ اس نے ان کو نکالا۔ لاء کالج میں ایڈمیشن سفارش پر دیتے ہیں میرے خیال میں

attendance کے کوئی روز ہوتے ہیں اُن سے ہٹ کے اُنہوں نے بیس سٹوڈنٹس کو شفیق صاحب گواہ ہیں میں نے اُن کو کالج کے گیٹ پر لے گیا ارباب صاحب وہاں پر پرنسپل ہیں تو ہمارے لڑکے گئے کہ جی ہمیں ایڈمیشن دے دو۔ دوسرے کی پانچ فیصد attendance اُن سے زیادہ تھی کیونکہ وہ اُن کے رشتہ دار تھے اُن کو ایڈمیشن دیا اور دوسروں کو نہیں دیا پھر جھگڑا ہوا پھر اُن کا ریکارڈ change کرنے کیلئے ہمارے اپنے سربراہ بیٹھ جاتے ہیں اور change کرتے ہیں ہمارے پرنسپل بیٹھ جاتے ہیں ہمارے وائس چانسلر اپنی عزت کی خاطر اپنے پیسوں کی خاطر اُس کو change کرنے کی کوشش کرتے ہیں میں نے شفیق صاحب کو فون کیا کہ میں لاء کالج کے گیٹ پر کھڑا ہوں آکر دفتر میں چیک کریں ابھی ریکارڈ change ہو رہا ہے شفیق صاحب بچوں کے ساتھ آئے۔ شفیق صاحب کی بات میں مانتا ہوں وہ جتنی بھی بھاگ دوڑ کرتے ہیں میں خود دیکھتا ہوں ہر ایک ضلع میں وہ پہنچے ہیں جہاں تک ہم بھی نہیں پہنچے اتنی relax منسٹری۔ لیکن ہمارے پاس بہت ہی complicated اور بہت محنت والی منسٹری ہے۔ وہ پھر بھی جاتے ہیں اور بہت کوشش کرتے ہیں کہ ہر ضلع میں پہنچ جائیں مجھے پتہ ہے وہ خود بچوں کے ساتھ آئے کالج کے گیٹ پر چوکیدار کھڑا تھا گیٹ نہیں کھول رہا تھا کیونکہ وہاں پر کارروائی ہو رہی تھی غیر قانونی کارروائی آفس میں پرنسپل کی نگرانی میں ہو رہی تھی پھر اُنہوں نے کہا کہ مجھے شرم آتی ہے میں منسٹر ہوں گیٹ سے پھلانگ لگا کر آگے جا کر چھاپہ ماروں۔ کہتا ہے ٹھیک ہے مجھے پتہ چل گیا کہ گیٹ نہیں کھول رہا ہے کوئی ادھر بھاگ رہا ہے کوئی ادھر بھاگ رہا ہے یہ سسٹم کس نے خراب کیا ہے یہ ہمارا اپنا خراب کیا ہوا سسٹم ہے لیکن گورنمنٹ سے ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ پالیسی جو آپ نے بنائی ہے پانچ قسم کے سسٹم آپ نے رکھے ہوئے ہیں ایجوکیشن میں ایک ہمارا گورنمنٹ والا سسٹم ہے ٹاٹ، چاک ابھی تو اُن کو فرنیچر ملا ہے وہ بھی ٹوٹا ہوا وہاں پر کوئی سنبھالنے والا نہیں ہے اسکول اور کالج بڑھانے سے ایجوکیشن کا سسٹم ٹھیک نہیں ہوگا ہر جگہ پرائمری اسکول، مڈل اسکول بڑھانے میں کیا ہوتا ہے اب تو صرف business بن گیا ہے کوئی سسٹم نہیں ہے پرائیویٹ اسکول سارے business ہیں ابھی جو گورنمنٹ اسکول ہیں اُن میں بھی یہی business ہے ہم بڑھاتے ہیں ٹیچر لگاتے ہیں میرا بھائی میرا کزن اُن میں نوکر ہونگے اور تنخواہ لیں گے اور بربادی کس کی ہے جو ہماری نئی نسل کو پڑھا رہے ہیں بربادی تو اُس کی ہے میں تو یہ کہتا ہوں کہ یورپ میں جو سسٹم چل رہا ہے امریکہ میں چل رہا ہے ترقی یافتہ ممالک میں چل رہا ہے ادھر کوئی دوسرا سسٹم نہیں ہے ایک ہی سسٹم ہے تعلیم کا وہی سسٹم اپنالو پھر پتہ

چل جائے گا کہ بلوچستان کے جو سٹوڈنٹس نکلیں گے وہ قابل ہیں یا نالائق پھر پنجاب جو ہمیں طعنے دیتا ہے۔ اور ہمارے کسی بھی سٹوڈنٹ کو سکالرشپ پر نہیں بھیجتے ہیں ہمیں سکالرشپ کا پتہ بھی نہیں ہے اسلئے کہ ہمیں وہ تعلیمی سہولیت حاصل نہیں ہے جو اُن کے بچوں کو حاصل ہے وہ جب حاصل ہوگی تو پھر دیکھ لیں کہ بلوچ اور پشتون کتنے قابل ہیں ہماری history ہے کہ تین سو سال بغیر تعلیم کے بھی ہم نے دنیا پر حکومت کی ہے یہ نہیں کہ اُس وقت تعلیم نہیں تھی ہم نے ڈاکٹری کی ہے ہم نے پی ایچ ڈی کی ہے لیکن ابھی سسٹم جو خراب ہے میں تو ایجوکیشن منسٹر کے ساتھ ہوں اور یہ سب ہمارے آئینہ دل دوست ہیں ان سے request کرونگا اچھا تو اس وقت لگتا کہ ہاؤس پورا ہوتا چیف منسٹر صاحب بھی ہوتے تو ہم اس پر بحث کرتے پہلے تو اس سسٹم کو ختم کرنا چاہیے اگر وہ ہمارے بس میں نہیں یہاں جو بھی پرائیویٹ اسکول ہیں یا آرمی کے اسکول ہیں ایک کمیٹی بنائی جائے جو اُن سے بات کر لے کہ خدا کیلئے ہمارے ساتھ ہر چیز میں ظلم ہو رہا ہے یہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ پی آئی اے والے بھی بلوچستان پر اپنا کسر نکالتے ہیں ریلوے والے بھی کرائے بڑھا کر نکالتے ہیں پہلے بلوچستان پر بڑھاتے ہیں فلائٹ بند ہوتی ہے competition ادھر ختم کرتے ہیں یہ سارا سسٹم بلوچستان پر آ کر رک جاتا ہے باقی مزے تو پنجاب کرتا ہے سرحد اور سندھ وہ بیچارے بھی ہماری طرح، میں پہلے اپنے دوستوں سے اور اپنی پارٹی کے سربراہوں سے request کرونگا کہ اپنی تنظیموں کو بٹھائیں میں اُن کے ساتھ ہوں وہ اپنے بچوں کیلئے اپنے بھائیوں کے لئے تعلیم پر توجہ دے دیں یونیورسٹی اور کالجز میں تعلیم کا ایک اچھا ماحول دے دیں یہ گورنمنٹ کے ہیں ہم سنبھالیں گے گورنمنٹ سے ہم پالیسی مانگے گے لیکن باقی سسٹم کو ہم خود سنبھالیں گے جب تک ہم صحیح نہیں ہونگے نقل ہم خود کنٹرول نہیں کریں گے تو پھر یہ سسٹم صحیح نہیں ہوگا پشاور یونیورسٹی میں بلوچستان کا ایک سٹوڈنٹ تھا وہ میرے پاس آیا کہ میں تو نہیں پڑھ سکتا ہوں مجھے تو سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں کیونکہ ایف ایس سی اس نے نقل کر کے پاس کیا تھا وہاں پر سیٹ اُس کو ملی تھی ٹھیک ہے داؤد انجینئرنگ کالج میں تو ہو رہا تھا لیکن پشاور میں اس طرح کا سسٹم نہیں تھا میں نے اُن سے کہا آپ نہیں جائیں ہم پڑھتے ہیں ہم رات تین بجے تک پڑھتے تھے پھر بھی ہم تھرڈ ڈویژن میں پاس ہو جاتے یہ ہماری اپنی کمزوری ہے اُن کی نہیں ہے تو سسٹم کو ٹھیک کرنے کیلئے کمیٹی بنائی جائے اور اس پر کنٹرول کرنے کیلئے جو بھی ہے اور فیسوں کو تو کنٹرول کریں گے لیکن پڑھانے کیلئے ہم خود محنت کریں گے ہم یہ تحریک التوا قرارداد کی شکل میں پیش کریں گے اور اس پالیسی

کے تحت طبقاتی نظام تعلیم کو ختم کرنے کیلئے ایک اچھا سسٹم بنایا جائے گا لجز بنائے جائیں اچھے ٹیچرز مل جائیں اور اچھے طریقے سے ان کو تعلیم دیں Thank you

جناب چیئرمین: عین اللہ منٹس صاحب! پہلے آپ اٹھے تھے۔

جناب عین اللہ منٹس (وزیر صحت): مہربانی جناب سپیکر! مائیک دینے کا نسرین کھیتراں صاحبہ کہہ رہی تھیں کہ میں جا رہی ہوں میں نے کہا ٹھیک ہے پہلے آپ بولیں لیکن چونکہ آپ نے مجھے ٹائم دیا تو شکریہ جناب! شیخ جعفر خان مندوخیل صاحب جو تحریک التوالائے ہیں اگر اُس پر نہ بولیں تو مسئلہ بن جائیگا تو بحیثیت جمعیت علماء اسلام کے پارلیمانی ممبر میں اس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور روبینہ عرفان صاحبہ کی speech سے مجھے پتہ چلا کہ جو آرمی اسکول ہیں وہ فیڈرل بورڈ سے related ہیں ان کی ذمہ داری ہمارے منسٹر صاحب پر نہیں آتی اور ہمارے سچاس طلباء جن کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ایک قرارداد کی شکل میں ہم چاہیں گے کہ ان کا ازالہ ہو جائے اور وہ ریگولر سٹوڈنٹس show ہو جائیں ان کا جو حق بنتا ہے وہ انہیں مل جائے دوسری بات چونکہ پرائیویٹ اسکولوں اور اُس کے ٹیوشن اور امتحانی فیسوں کے حوالے سے ہے اُس میں عرض یہ ہے کہ بلوچستان میں ایک دو نصابی نظام تعلیم نہیں ہے بلکہ multi curriculum اسکولز سسٹم ہے اس میں پبلشر جو بھی سسٹم نافذ کرنا چاہیں جو بھی کتابیں شائع کرنا چاہیں میرے خیال میں جہاں تک میں نے مختلف اسکول دیکھے یا ان سے میرا واسطہ رہا ہے کئی curriculum مختلف اسکولوں میں پڑھائے جا رہے ہیں جو ہمارا سب سے بڑا المیہ ہے چونکہ curriculum ہمارے ملک کی نظریاتی اور قومی تشخص کی ترجمانی کرتا ہے میں نہیں سمجھتا ہوں کہ وہ curriculum جو بلوچستان ٹیکسٹ بورڈ یا پاکستان کی قومی ایجوکیشن پالیسی کی موافقت نہ رکھتا ہو وہ ہمارے قومی یا ملکی یا نظریاتی تشخص کا تحفظ نہیں کرتا اور بلوچستان میں ایک نصابی نظام تعلیم ہونا چاہیے وہ مشن اسکول ہو سینٹ میری ہو سینٹ مائیکل ہو یا دوسرے جو پرائیویٹ تعلیمی ادارے ہیں ان سب میں نصاب تعلیم یکساں ہوں یہ نہ ہو کہ مختلف اسکولوں میں مختلف نصاب پڑھائے جائیں جیسا کہ زمر خان صاحب نے کہا کہ پھر ہمارے بچے ان کا مقابلہ نہیں کر پائینگے۔ جناب سپیکر! بلوچستان تعلیم کے لحاظ سے پاکستان کا پسماندہ ترین صوبہ ہے یہاں کی حالت انتہائی دگرگوں ہے کوئی لڑکا ہمارے ہاں جو سرکاری تعلیمی ادارہ میں پڑھتا ہے وہ اس کا قابل نہیں ہوتا کہ وہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے یا فیڈرل پبلک سروس کے ذریعے امتحان پاس کر سکے اور رجاہ پر آسکے تو ہم یہ چاہیں گے کہ تعلیمی نظام کو بہتر بنانے

کیلئے ہمارے جو اساتذہ ہیں اُن کی ریکورڈمنٹ براہ راست نہ کی جائے کسی کمیٹی کے ذریعے نہ کی جائے بلکہ جے وی ٹیچر سے لیکر ایس ایس ٹی اور ایس ایس تک لیکچرر سے لیکر ایسوسی ایٹ یا پروفیسر تک تمام بھرتیاں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کی جائیں اور پبلک سروس کمیشن کے چیئرمین اور اُس کے اراکین سے یہ oath لیا جائے کہ وہ گورنمنٹ، وزیر اعلیٰ، منسٹر، سینیٹر، ایم این اے، ایم پی اے کسی شخص کی بھی سفارش نہیں مانیں گے اور نہ ہی وہ سیٹ کے عوض کوئی مالی منفعت حاصل کریں گے تو اس oath کی بنیاد پر انہیں پبلک سروس کا چیئرمین بنایا جائے اور اسی oath کی بنیاد پر پبلک سروس کمیشن کی ممبری دی جائے تاکہ ہمارا یہ نظام درست ہو اور یہ ہماری قوم کی تعمیر کرتا ہے یہ ہماری قوم کا مستقبل ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم ساری دنیا کے برابر آجائیں یا اُس سے اُوپر چلے جائیں تو جب تک ہم ایجوکیشن سسٹم کو اولیت اور فوقیت نہیں دیں گے تب تک ہم غلام رہیں گے جس طرح میرے ایک دوست نے کہا کہ سری لنکا میں ایجوکیشن تقریباً 100% ہے لیکن ہماری 48% ایجوکیشن کی بنیاد پر وہ ہمارے محتاج ہیں اسلئے وہاں ٹیکنیکل ایجوکیشن نہیں ہے اور پاکستان میں 48% میں ٹیکنیکل ایجوکیشن موجود ہے اگر ہم چاہیں کہ ہم آزاد رہیں ہماری sovereignty آزاد رہے ہم خود مختار رہیں ہم کسی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکیں تو اُس کی ایک صورت ہے کہ ہم صرف ایجوکیشن پر توجہ نہ دیں بلکہ ٹیکنیکل ایجوکیشن پر بھی توجہ دیں اور ایجوکیشن سے سفارش، نقل اور یہ multi curriculum system ختم کریں تاکہ ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے اور جہاں تک پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو کنٹرول کرنے کا تعلق ہے تو میں چاہتا ہوں اس پوزیشن میں ایجوکیشن منسٹر صاحب ہونگے وہ بتائیں گے کہ اگر کوئی قانون سازی اس کیلئے نہیں ہوئی ہے تو ہونی چاہیے اگر already قانون موجود ہے تو اُس کو متحرک کر لیں اُس کو بروئے کار لائیں اور ان اسکولوں کو کنٹرول کر لیں ظاہر ہے کہ ایک شخص اس کا قابل ہو کہ وہ پڑھا سکے وہ اس قابل ہو کہ وہ کسی مقابلے کے امتحان میں چلا جاسکے تو وہ پھر گورنمنٹ جاب کو join کر لیتا ہے پرائیویٹ اسکولوں کیلئے صرف وہ ٹیچر جنہیں سرکاری ملازمت مقابلے کے امتحانوں میں نہیں ملتی تو ظاہر ہے وہ لوگ جو پڑھانے کے قابل نہیں ہوتے وہ روزگار کیلئے پرائیویٹ اسکولوں کا رخ کرتے ہیں اور تھرڈ ڈویژن پاس یا سینڈ ڈویژن پاس لوگ وہاں پر آتے ہیں تو ظاہر ہے کہ جس نے ایم ایس سی نہ کیا ہو جس نے بی ایس سی نہ کیا ہو جو subject سپیشلسٹ نہ ہو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ وہ انگلش میڈیم اسکول کے نصاب بچے کو سمجھا سکے یا اُسے پڑھا سکے تو میری یہ گزارش ہوگی کہ پرائیویٹ اسکولوں کے جتنے بھی

ٹیچرز ہیں ان کی ڈگریوں کی جانچ پڑتال کی جائے کہ آیا وہ فرسٹ ڈویژن کی ہیں یا نہیں اگر نہیں ہیں تو میں یہ چاہوں گا کہ ان پر پابندی لگائی جائے کہ آپ اسکول نہیں چلا سکتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے بچے آگے جاسکیں گے اور اس تحریک کی میں بھرپور حمایت کرتا ہوں والسلام۔

جناب چیئرمین: معزز ممبر کی رائے سے میں اتفاق کرتا ہوں کہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے

جے وی ٹیچرز سے لے کر ہائر تک انٹرویو ہوں سلیکشن ہو تو بہت اچھی بات ہوگی۔ جی محترمہ نسرین! محترمہ نسرین کھیران (وزیر): Than you جناب سپیکر! پہلے تو میں آپ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اس چیئر پر بیٹھنے کی کہ آپ اس سیشن میں یہاں بیٹھے چیئر کر رہے ہیں جس طرح کہ یہ تحریک التوا جعفر مندوخیل صاحب نے پیش کی تو یہ بہت ایک حساس ایٹو ہے ہمارے بلوچستان کے حوالے سے پرائیویٹ اسکول جتنے ہمارے بلوچستان میں متحرک ہیں گورنمنٹ اسکولز اتنے نہیں ہیں جیسے روہینہ صاحبہ نے اپنی تقریر میں انکی خامیوں کو روشناس کروایا اور زمرک نے کہا کہ ہمارا سسٹم خراب ہے ہم سب لوگ اپنی اس بات سے متفق ہیں کہ واقعی ہمارا سسٹم بہت خراب ہے ہمارے پنجاب کے اے کلاس کا طالب علم وہ ایف ایس سی کے برابر ہے ہمارا ایجوکیشن لیول اتنا کم ہے اور یہ لاسٹ دنوں میں جب مجھے پتہ چلا تو میں بہت پریشان ہوئی کہ ہم پڑھا لکھا بلوچستان کی ڈیمانڈ کرتے ہیں لیکن ہمارا جو ایجوکیشن لیول ہے وہ اتنا کم کیوں ہے اسکی بہت ساری وجوہات ہیں جنکی زمرک صاحب نے بھی نشاندہی کی اور محترمہ روہینہ عرفان صاحبہ نے بھی۔ ہمارے محترم منسٹر ایجوکیشن بیٹھے ہوئے ہیں آپکے توسط سے میں صرف ایک بات کہنا چاہوں گی جب پاکستان بنا تو اس وقت یہ جذبہ سب ڈیپارٹمنٹ سب لوگوں میں تھا وہ اپنی ڈیوٹی کو ڈیوٹی سمجھتے تھے اسکے بعد جب ہم نے اپنے زمانے میں دیکھا، میں بھی ٹائٹوں کے اسکول سے پڑھ کر یہاں تک پہنچی ہوں کہ EDO ایجوکیشن ہر دو ماہ یا ہر مہینے کے بعد ہر اسکول میں ایک وزٹ ضرور کرتے تھے میں ایجوکیشن منسٹر صاحب سے یہ سوال آپ کے توسط سے کرنا چاہتی ہوں کہ کیا ہم اس طریقے سے بلوچستان کی ایجوکیشن کو stream line کر سکتے ہیں جب ہمیں پتہ ہے کہ دور دراز کے علاقوں میں کوئی EDO ایجوکیشن نہیں آئے گا کسی نے انسپیکشن نہیں کرنی کسی نے نہیں پوچھنا صرف ہم اپنے شہری علاقوں میں یہ ڈیوٹی پوری کر کے ٹی اے ڈی اے بنا لیتے ہیں لیکن انٹیریر آف بلوچستان میں کبھی بھی کوئی نہیں گیا اگر گیا ہو تو formality پوری کر کے دوسرے دن ٹی اے ڈی اے بنا کر واپس آجاتے ہیں میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہماری ایڈمنسٹریشن اور مانیٹرنگ یہ دو ایسے ڈیپارٹمنٹ

ہیں جس میں ہمیں بہت زیادہ سوچ بچار کرنا پڑے گا چاہے وہ ایجوکیشن ہے ہیلتھ ہے یا کوئی دوسرا ڈیپارٹمنٹ ہے ان میں مانیٹرنگ نہیں ہوگی یا ہماری ایڈمنسٹریشن strong نہیں ہوگی تو ہم بھی اسی طرح جیسے پچھلی اسمبلیوں کے لوگ روتے رہے اور قراردادیں پیش کرتے رہے اور انہوں نے اپنی ڈیمانڈ اسمبلی میں آ کر پیش کی لیکن implementation کہیں بھی نہیں ہو رہی ہے اور ہمارے weak پوائنٹس جو ہیں وہ یہی ہیں کہ ہماری مانیٹرنگ اور ایڈمنسٹریشن یہ دونوں بہت strong ہونے چاہئیں اسکے بعد ہم next step اٹھا سکتے ہیں فیس کی بات ہوئی کہ پرائیویٹ اسکولز کی فیسیں بہت زیادہ ہیں میں نہیں سمجھتی کہ اگر پرائیویٹ اسکول رجسٹرڈ ہیں تو with out گورنمنٹ کی reformation یا اس سے اجازت لئے بغیر وہ اپنی فیس بڑھا سکیں I don't know کہ یہ ایک رول ہے یا نہیں ہے میرے خیال میں ایجوکیشن منسٹر صاحب بہتر سمجھتے ہیں اگر نہیں ہے تو ہمیں ایک قرارداد لانی چاہے جس میں یہ چیز ضرور mention کریں کہ جتنے پرائیویٹ اسکولز ہیں اگر وہ اپنی فیس بڑھاتے ہیں تو وہ گورنمنٹ سے ضرور permission لیں وہ اپنی مرضی سے فیس نہ بڑھائیں جیسے مولانا شمس صاحب نے کہا کہ جو تھرڈ ڈویژن پاس ہوتے ہیں وہ پرائیویٹ اسکولز میں چلے جاتے ہیں یہ بالکل ٹھیک ہے جن کو گورنمنٹ job نہیں ملتی وہ جا کر پرائیویٹ اسکول میں روزگار تلاش کرتے ہیں تو اس کا بھی تدارک ہو سکتا ہے اگر ہماری گورنمنٹ کے انڈر جو اسکولز ہیں انکی مانیٹرنگ کی جائے بہت شکر یہ۔

جناب چیئرمین: جی بشر دوست صاحب!

جناب عبدالخالق بشر دوست (وزیر بلدیات): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر صاحب! اس وقت ایوان کی فلور پر جو بحث چل رہی ہے یقیناً انتہائی اہمیت کی حامل ہے اور میرے خیال میں ہمارے تمام ممبران کو اس میں دلچسپی لینی چاہئے شیخ جعفر خان نے جو تحریک پیش کی ہے میرے خیال میں وہ بدینتی پر مبنی نہیں انہوں نے اچھی دلائل دیں جب تک اس قوم میں ہم بچوں کو تعلیم نہیں دے سکیں گے بچوں کو ہم لوگ ایسا شعور نہیں دیں گے جس سے وہ اس قابل بن سکیں کہ وہ معاشرے میں آ کر ایک رہنمائی اور ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کریں جس سے اس قوم کی تقدیر بدل جاتی ہے تو اس وقت تک ہم لوگ آگے نہیں جاسکتے ہیں آپ کو معلوم ہے کہ جس طرح ہمارے معزز ارکان نے کہا کہ پرائیویٹ اور گورنمنٹ اسکولز کا جو سلسلہ چل رہا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے یہ تو ظاہر بات ہے کہ پرائیویٹ اسکولز جہاں فیسیں بھی زیادہ لی جاتی ہیں اور وہاں پر ایک سسٹم چل رہا ہے جو گورنمنٹ کے اسکولوں میں نہیں ہے

انگلش میڈیم اور اُردو میڈیم اب اگر ایک سرمایہ دار کا بیٹا ایک بااثر آدمی کا بیٹا وہ پرائیویٹ اسکول میں پڑھتا ہے اور وہاں سے اچھے نمبر لے کر آتا ہے اور گورنمنٹ اسکول میں جو غریب بچہ پڑھتا ہے وہ وہاں سے میٹرک جیسے تیسے کر کے نکلتا ہے اور دونوں کے بیچ انٹرویو ہوتا ہے تو اس وقت یہ نہیں دیکھا جاتا کہ یہ گورنمنٹ اسکول سے نکلا ہے یا پرائیویٹ اسکول سے تو لازمی بات ہے جس لڑکے نے پرائیویٹ اسکول میں پڑھا ہے اس نے ٹیوشن پڑھی ہے اس نے بہت کچھ کیا ہے اور ایک غریب بچہ جس نے کچھ بھی نہیں کیا ہے جب مقابلہ ہوگا تو پرائیویٹ اسکول والا لازمی طور پر چاہے پبلک سروس کمیشن میں ہو چاہے ڈیپارٹمنٹ میں یا کسی لیول پر ہو تو وہ غریب بچہ رہ جائے گا اس لئے کہ اسکے نمبر کم ہوں گے وہ شارٹ لسٹنگ میں بھی نہیں آئے گا وہ کسی چیز میں نہیں آئے گا اور جو سرمایہ دار کا بچہ ہے جو انگلش میڈیم اسکول سے پڑھا ہوا ہے وہ آگے آئے گا اور اس طرح میڈیکل کی سیٹ پر بھی جائے گا وہ انجینئرنگ کی سیٹ پر بھی جائے گا وہ لائیوٹاک کی سیٹ پر بھی جائے گا اور وہ ہر انٹرویو میں منتخب بھی ہوگا یہ میرٹ مجھے معلوم ہے 28 سال میں نے ٹیچر کی حیثیت سے گزارے ہیں وہاں پر گورنمنٹ اسکولوں میں یہ ہوتا ہے کہ ایک سرمایہ دار کا بیٹا جو کچھ حد تک استطاعت رکھتا ہے وہ پورے کا پورا سینٹر ہائی جیک کر لیتا ہے آپ کو معلوم ہے یہ صرف بلوچستان کا المیہ نہیں ہے کراچی میں بھی سارے چینلز پر اور اخبارات میں یہ بات آگئی کہ وہاں جعلی امتحانی مراکز چل رہے ہیں جس کے نہ تو کوئی آرڈر ہیں اور نہ کوئی اجازت ہے بلکہ وہ چل رہے ہیں اور ان میں لڑکے امتحان دے رہے ہیں پتہ نہیں یہ پرچے کس طرح چلے جاتے ہیں وہ انکے بورڈ سے پھر وہ اس کا امتحان کلیئر ہو جاتا ہے ان کو اسناد مل جاتے ہیں اس طرح کا دھندا شروع ہے اور یہ حالت ہے کہ یہاں پر جس طرح کہ ہمارے ایک ساتھی نے کہا کہ گورنمنٹ اسکولوں سے جو تھرڈ ڈویژن میں پاس ہو جاتے ہیں وہ پرائیویٹ اسکولوں میں چلے جاتے ہیں اس وقت حالت یہ ہے کہ گورنمنٹ اسکول کا ایک اچھا بچہ اس کو بھی اگر کہیں جاب نہیں ملتی تو وہ جا کر پرائیویٹ اسکول میں نوکری اختیار کر لیتا ہے اور پندرہ سو روپے فی مہینہ لیتا ہے یہ چیزیں حقیقت ہیں اُردو میڈیم اور انگلش میڈیم نے سارا معاملہ پیچیدہ کر لیا ہے اس کی وجہ سے ہمیں یہ موقع نہیں ملا ہے کہ ہمارے بچے، جو سرمایہ داروں کے بچے ہیں وہ تو چلے جاتے ہیں بڑے بڑے اسکولوں میں پرائیویٹ طور پر چلے جاتے ہیں لیکن غریب کے بچے کی یہ حالت ہے کہ وہ نسلوں تک جے وی ٹیچر نہیں بن سکتا ہے وہ ایک چھوٹی سی ملازمت کیلئے کچھ نہیں کر سکتا ہے ٹیچر کیا وہ کلرک نہیں بن سکتا ہے وہ دوسرے محکمے جا کر اس کیلئے

وقت کرنا چاہئے جب یہ موقع ہاتھ سے نکل جائے گا پھر ہم لوگ ہاتھ ملتے رہیں گے اور کچھ بھی نہیں کر سکیں گے جناب سپیکر صاحب! آخر میں، میں جتنے بھی ممبران یہاں پر موجود ہیں اور اس ایوان کو یہ گزارش کروں گا خاص کر تعلیمی پالیسی کیلئے ایک ایسا طریقہ کار وضع کرے ایک ایسا سسٹم چلائے جس سے تعلیمی سسٹم میں ایک انقلاب آئے اور غریب بچوں کو بھی یہ مواقع ملیں کہ وہ اپنی ذہنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر اس قوم کی خدمت کریں اس قوم کی قیادت کریں اور اس قوم کو منزل تک پہنچانے کیلئے اپنا سب کچھ خدانے اس کو دیا ہوا ہے لیاقت اور ذہنیت دی ہے اس کو استعمال کریں اور اس قوم کو آگے لے جانے میں وہ کردار ادا کریں۔ Thank you

جناب چیئرمین: جناب حبیب الرحمن صاحب!

میر حبیب الرحمن محمد حسنی (وزیر بی و اس ا اور QGWSP): شکر یہ جناب سپیکر! مجھے اس تحریک التوا پر بولنے کا موقع دیا اس پر کافی بحث ہوئی کافی تجاویز دوستوں نے دیں خاص کر جعفر خان نے رو بینہ عرفان نے اور دوسرے ممبران نے اس پر تفصیلی بات کی ہے اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں پرائیویٹ اسکولوں کا تعلق ہے جب تک سرکاری اسکولوں کی حالت بہتر نہیں ہوگی پرائیویٹ اسکولوں پر کنٹرول نہیں ہوگا یہ اسی طرح چلتے رہیں گے مجھے یاد ہے کہ گزشتہ پانچ دس سال پہلے بھی یہاں پر یہی باتیں ہوتی رہیں کہ پرائیویٹ ہسپتالوں اور پرائیویٹ اسکولوں کو کنٹرول کیا جائے وہ مرضی کی فیس لے رہے ہیں یہ کر رہے وہ کر رہے ہیں مگر اس پر عمل درآمد نہیں ہوا اس حکومت کو ابھی ایک سال ہوا ہے منسٹر ایجوکیشن جس طرح کام کر رہے ہیں دورے کر رہے ہیں وہ قابل تحسین ہیں جس طرح وہ پورے بلوچستان کے دورے کر رہے ہیں اعلانات کر رہے ہیں۔ میں اس کے متعلق تھوڑی سی گزارش کروں گا اپنے ضلع کے حوالے سے۔ میرا تعلق ایک بہت پسماندہ ڈسٹرکٹ سے ہے اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ وہاں پر ایجوکیشن کی جو حالت ہے وہ کیا ہے واشک جو ضلع کا ہیڈ کوارٹر ہے اس کا ابھی تک پرائمری اسکول ہے پرائمری اسکول کے بعد وہاں کی بچیاں پڑھائی چھوڑ دیتی ہیں جس یونین کونسل سے میرا تعلق ہے وہ یونین کونسل جنگلیان جو رقبے کے لحاظ سے بڑی یونین کونسل ہے اس میں ابھی تک مڈل اسکول نہیں ہے پرائمری اسکول میں ایک ٹیچر بیٹھا ہوتا ہے وہ بھی کبھی آتا ہے اور کبھی نہیں آتا اس کو بھی کچھ پتہ نہیں ہے اور وہاں سے جو دوسرا مڈل اسکول ہے اس کا فاصلہ سو ڈیڑھ سو کلومیٹر ہے تو ان حالات میں یہ بچے کیسے پڑھیں گے اور یہاں پر جو ایجوکیشن کی حالت خراب ہے وہ کس طرح سے ٹھیک ہوگی

میں سمجھتا ہوں کہ روز بروز خراب ہوگی اس میں بہتری آنے کی مجھے تو کوئی توقع نہیں ہے پچھلے پانچ سال میں ہم نے ہر میٹنگ میں ہر جگہ یہ بات کی تھی کہ نہ وہاں پر مڈل اسکول ہیں نہ کالج ہیں۔ ہر سال نئے اسکول آتے رہے ہیں اس میں ڈسٹرکٹ پشین جہاں سے منسٹر صاحب کا تعلق تھا وہاں دیتے رہے یا دیگر ممبران جن کا ان سے تعلق تھا وہاں پر دیتے رہے ہیں ہمارے ضلع میں نہ آج تک کوئی اسکول اپ گریڈ ہوا ہے اور نہ وہاں پر کوئی نیا اسکول کھولا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں کس طرح تعلیم میں بہتری آئے گی شہر میں ٹھیک ہے۔ بات ہو رہی ہے پرائیویٹ اسکولوں کی کہ فیس زیادہ ہے بیکن ہاؤس، سٹی اور اقراء میں فیس زیادہ ہے۔ اگر کوئی فیس نہیں دے سکتا تو جہاں فیس کم ہے وہ شہر میں تو وہاں پڑھ سکتا ہے کوئی سرکاری اسکول میں جا سکتا ہے۔ ہمارے علاقے میں تو سرکاری اسکول بھی نہیں ہیں کئی علاقے ہیں جہاں پر کوئی اسکول نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت، آج سی ایم صاحب نہیں ہیں ایک سال یا دو سال تک یہ کر لیں کہ جتنے بھی فنڈز ہیں کسی بھی ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے روڈ کے حوالے سے وہ ایجوکیشن میں لگا دیں۔ تو جناب سپیکر! جس طرح ساتھی بتا رہے تھے ٹاٹ پر بیٹھے ہم وہاں کسی پرائمری اسکول سے پڑھ کر آئے ہیں اور ہائی اسکول کوئی سو کلومیٹر دور جا کر وہاں سے پاس کیا ہے۔ تو اس کیلئے ضروری ہے کہ جو ڈسٹرکٹ کوٹہ ہے اس پر مکمل عمل در آد کیا جائے جناب! جو آئی ٹی یونیورسٹی ہے اس کیلئے ہم تین سال سے چلا رہے ہیں کہ یہاں پر ڈسٹرکٹ کوٹہ کر لیں اور اوپن میرٹ میں ہمارے علاقے سے کوئی سٹوڈنٹ وہاں نہیں ہے کہتے ہیں کہ اوپن میرٹ ہے وہ آ نہیں سکتے ہیں پچھلے چھ مہینے تک جلسے جلوس ہوتے رہے مگر کسی نے نہیں سنا میں نے اسی اسمبلی میں دو سال پہلے کہا تھا کہ آپ ڈسٹرکٹ کوٹہ کریں ان ضلعوں کا کیا قصور ہے وہ اوپن میرٹ میں نہیں آ سکتے ہیں ڈسٹرکٹ مگر ابھی تک اس پر عمل در آد نہیں ہوا ہے میری منسٹر ایجوکیشن صاحب سے رکوئیٹ ہے وہ اس پر بھی عمل در آد کروائیں اس کے علاوہ ابھی ایک ساتھی نے پبلک سروس کمیشن کے حوالے سے کہا جناب! اگر منسٹر ایجوکیشن وہاں دورہ رکھ لیں ایس ایس ٹی وہاں پر نہیں ہیں کیونکہ وہاں کیلئے بھرتی پبلک سروس کمیشن کرتا ہے جو اس ضلع سے لڑ کے آتے ہیں تو پبلک سروس کمیشن والے اتنا مشکل امتحان رکھتے ہیں کہ وہ پاس نہیں کر سکتے ہیں اور کوئٹہ سے یا دوسرے علاقوں سے جو لڑ کے امتحان پاس کرتے ہیں تو وہاں آج تک کوئی گیا نہیں ہے جاتے نہیں ہیں۔ جیسے منسٹر صاحب نے کہا ہے تمام اساتذہ یہاں کوئٹہ میں بیٹھے ہوئے ہیں وہاں جانے کیلئے کوئی تیار نہیں ہیں پچھلے دنوں ایک اچھی تجویز تھی کہ اگر ان کو

کنٹریکٹ پر رکھا جائے اگر کوئی ایس ایس ٹی وہاں نہیں جا رہا ہے تو وہاں کنٹریکٹ پر لگا دیا جائے۔ جب تک پبلک سروس کمیشن سے اس علاقے کا لڑکا پاس نہیں ہوتا ہے تو وہاں کنٹریکٹ پر رکھا جائے تو میں اس کیلئے یہ سمجھتا ہوں کہ جناب! موجودہ حکومت کو چاہئے جیسے میں نے پہلے بھی بتایا ہے ایک تو آپ ساری توجہ ایجوکیشن پر لگا دیں۔ منسٹر ایجوکیشن سے میری رکوئیسٹ ہے کہ ہمارے ضلع میں جو تعلیم کا برا حال ہے اس پر خصوصی توجہ دیں۔

جناب چیئرمین: منسٹر ایجوکیشن!

جناب شفیق احمد خان (وزیر تعلیم): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ جعفر مندوخیل صاحب کی تحریک التوا صرف پرائیویٹ سیکٹر کے اسکولوں کے متعلق تھی مگر اس میں تمام ساتھیوں نے پوری ایجوکیشن کو ڈسکس کیا ہے یہ میرے لئے خوشی کا باعث ہے آج کا اخبار ایکسپریس اٹھا کر دیکھیں تو میں نے اس میں ڈیٹیل دی ہے جو خامی ایجوکیشن میں ہے جو میرے میں ہے میرے ڈیپارٹمنٹ میں ہے میں نے ان کو خود اجاگر کیا ہے چونکہ میں جب سے آیا ہوں ایک سال پچیس تاریخ کو پورا ہو گیا ہے اس گورنمنٹ کو بنی ہوئی مجھے ایک پائی سوائے تنخواہوں کے بلوچستان گورنمنٹ نے فیڈرل گورنمنٹ نے نہیں دی ہے ساڑھے تین کروڑ روپے کی ابھی میں نواب اسلم رئیسانی صاحب سے اپرول لی ہے ابھی تک یہ پیسے ریلیز نہیں ہوئے ہیں یہ اسکولوں میں فرنیچر، ٹاٹ، چاک اور دیگر facilities کیلئے ہونگے 10640 میرے پرائمری اسکول ہیں ان میں بیٹھنے کیلئے جگہ نہیں ہے ان میں ٹیچر نہ ہونے کے برابر ہیں 55000 ٹیچر ہیں وہ سردار نواب، میر اور لیڈروں نے اپنے وقت میں بھرے ہیں۔ جو ساتھی چلے گئے ہیں جنہوں نے جے اے ٹی کی بات کی ہے ان کے دور میں پندرہ سال جمعیت کے منسٹر فائز رہے ہیں عبدالرحمن کھیتراں صاحب رہے ہیں جعفر خان مندوخیل صاحب رہے واحد صدیقی صاحب آج ان کا وہ پریڈ اٹھا کر دیکھیں کہ کس وقت میں کیا چیز معرض وجود میں آئی اسی طریقے سے 860 میرے ڈل اسکول ہیں اور 583 ہائی اسکول ہیں آپ اندازہ لگالیں جو 10640 پرائمری اسکولوں سے بچے پاس ہوتے ہیں ان کو میں 860 اسکولوں میں کیسے adjust کروں گا۔ ڈے ٹائٹ کی بات جیسے جعفر مندوخیل صاحب نے کی ہے کہ evening shift شروع کی جائے۔ تو میرے پاس ٹاٹ نہیں ہے تمام اسکولوں کی بجلی کٹی ہوئی ہے۔ ایجوکیشن کے پورے تیس ضلعوں میں ادارے ہیں اس کی ہر سیکٹر میں بجلی کٹی ہوئی ہے میرے تین آر سی کالج ہیں تربت والے کالج کی بجلی کٹی ہوئی ہے وہ جنریٹر چلا رہے

ہیں وہ میں پورا نہیں کر سکتا۔ اسی طریقے سے بلوچستان کے جتنے تعلیمی ادارے ہیں ان میں جو ہماری پوزیشن بنتی ہے تو اس کیلئے میں تمام ساتھیوں کی بات سے متفق ہوں کہ بالکل جو ہو رہا ہے تو ہماری ایجوکیشن بالکل فرسودہ حالت میں ہے۔ پوزیشن میں بیٹھ کر میرا خود یہ رونا ہوتا تھا کہ خدا را اس کیلئے بیسک فیسلٹی دی جائے۔ واش روم تک نہیں ہے صاف پانی کیلئے نہ ہمارے پاس ٹینکی ہے نہ زیر زمین بندوبست ہے کوئٹہ شہر کی آپ حالت دیکھیں آپ میرے ساتھ چلیں ایک اسکول کی جتنی بھی کنسٹرکشن ہے وہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے نہیں ہوتی ہے یہ میں آپ لوگوں کے نالج میں صرف لانا چاہتا ہوں کہ جتنی بھی کنسٹرکشن ہے اربوں روپے کے فنڈز اس کیلئے allocate کرتے ہیں وہ بی اینڈ آر کے ذریعے اس پر عمل درآمد کیا جاتا ہے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ صرف جب بلڈنگ مکمل ہو جاتی ہے جیسے جعفر آباد کا کیڈٹ کالج کی بلڈنگ مکمل ہوئی ہے اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں تھا ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو آخری دن پوچھیں گے جب وہ ہمارے handover کریں گے کہ جا کر اس کا افتتاح کر لو۔ باقی کوئی پیسہ ہمارے ذریعے سے استعمال میں نہیں لایا جاتا ہے۔ سیکرٹری صاحب کے ذریعے سے یا میرے ذریعے سے ڈائریکٹر صاحب کے ذریعے سے ڈائریکٹر کالج یا ڈائریکٹر اسکولز کے ذریعے سے یہ معروض وجود میں نہیں آتا ہے۔ اسی طریقے سے جو ابھی ہماری فیڈرل میں میٹنگ تھی اس میں ہم نے یہ بات رکھی کیونکہ میری بھی اولاد ہے میں سمجھتا ہوں کہ مشکل مرحلہ ہوتا ہے کہ سرمایہ دار کے بچے کے ساتھ میرا بچہ کیسے مقابلہ کرے گا پرائیویٹ سیکٹر سے گورنمنٹ اسکول کے بچے کے ساتھ کیسا مقابلہ کرے گا۔ ہم نے وہاں یہ اسکیم دی ہے کہ ایک سلیپس ہونا چاہئے پورے پاکستان کا ایک سلیپس ہو اور امتحان ایک ٹائم پر رکھے جائیں سرد علاقوں کا تھوڑا سا فرق ہے ان کا امتحان ایک دو مہینے آگے پیچھے ہو سکتا ہے۔ ایجوکیشن پالیسی 2009ء کا ابھی اعلان ہونے والا ہے اس میں ہم نے suggestion یہ دی ہے کہ تھرڈ ڈویژن کو ختم کیا جائے۔ پہلے ہمارا ایک ڈائریکٹر ہوتا تھا اب چھ ڈویژن بنے ہیں چھ ڈائریکٹر ایجوکیشن ہونگے وہ اپنے طریقے سے اس کو سنبھال سکیں گے۔ اسی طریقے سے انٹر میڈیٹ بورڈ ایک ہوا کرتا تھا ہم نے کہا ہے کہ اب چھ انٹر میڈیٹ بورڈ ہونگے وہ اپنے علاقے کا امتحان آسانی سے لے سکیں گے ہم نے ایک مارنگ ٹائم کا امتحان ختم کر دیا ہے اس سے یہ نقصان ہوتا تھا کہ ہمارے جو کالج اور اسکول کے بچے ہیں ان کی تعلیم میں رکاوٹ ہوتی تھی وہیں پر امتحان ہوتے تھے وہاں پر نقل ہوتی تھی نقل کا رجحان بھی

یہاں ہے میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ میں نے کوئی جادو کی چھڑی پھیری ہے اب بھی حالات جوں کے توں ہیں تھوڑی سی تبدیلی ہوئی ہے جب میں نے منسٹری نہیں سنبھالی تھی تو میں سمجھتا تھا کہ میں اس کو سو فیصد درست کر لوں گا میری سوچ تھی کہ اگر میں نے پندرہ فیصد بھی اس میں کامیابی حاصل کر لی اپنے دور میں تو میں سمجھوں گا کہ میں نے بہت بڑی achievement کر لی ہے۔ رہی پرائیویٹ اسکولوں کی بات کوئٹہ شہر میں 850 کے لگ بھگ پرائیویٹ اسکول ہیں جو ہمارے ماتحت آتے ہیں اور 70 کے لگ بھگ اسکول وہ فیڈرل گورنمنٹ کے ماتحت آتے ہیں ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے وہ نہ ہمیں اندر داخل ہونے دیتے ہیں نہ وہ ہماری پالیسی پر عمل درآمد کرتے ہیں یہ جو میرے بچاس بچوں کی زندگی تباہ کرنے کی بات کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ہم ایک مشترکہ قرار داد مرکزی گورنمنٹ کو پیش کریں کہ ان بچوں کے ریگولر داخلے جانے چاہئیں جیسے روہینہ بہن نے ایک بات کہی ہے کہ اگر قانونی طور پر انہوں نے ڈھائی سال کی عمر میں وہاں پر admission لیا ہے آج پندرہ سال وہاں گزارنے کے بعد ان کو ایسے اٹھا کر پھینک دیے جاتے ہیں جیسے دودھ سے مکھن سے بال نکال کر باہر پھینک دئے جاتے ہیں میں سمجھتا ہوں یہ بچوں کے ساتھ زیادتی ہے ان کیلئے میں نے ایجوکیشن کے سیکرٹری سے بات کی کہ فیڈرل گورنمنٹ کو ایک letter لکھیں گے کہ ہماری جب یہ قرار داد منظور ہو جائے تو اس کا ریفرنس دے کر کہ ہمارے بلوچستان کے بچوں کے ساتھ زیادتی ہے۔ بلوچستان تو پہلے سے پسماندہ ہے اس کو ہر لحاظ سے پسماندہ رکھا گیا ہے میرے ساتھیوں کو ان تمام چیزوں کا علم ہے شاید انکا اس طرف ذہن نہیں گیا ہے پی ایس ڈی پی کا بجٹ دیکھ لیں کہ مرکزی حکومت کا تو انہوں نے 1.02 ٹریلین ایجوکیشن کیلئے رکھا ہے اور بلوچستان کا جو بجٹ ہے اس میں انہوں نے زیر و پیش رکھا ہے on going اسکیمیں جنہوں نے ان کو اپنی پیٹھیں بنائی ہیں اپنے چوپایوں کیلئے جگہ بنائی ہے اس پر ہم نے رکاوٹ نہیں ڈالی ہے اس وجہ سے کہ وہ یہ نہ کہیں کہ یہ ایجوکیشن کے سلسلے میں رکاوٹ ڈالنا چاہتا ہے۔ اسی طریقے سے میں آپ کے علم میں اضافہ کروں کہ ہم نے ایک سمری put up کی ہے چیف سیکرٹری کے ذریعے وہ سمری آگے جا رہی ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر کیلئے ہم نے ایک علیحدہ ڈائریکٹوریٹ بنانا ہے کیونکہ یہ اتنا بڑا وسیع ادارہ ہے حالانکہ اب بھی ایجوکیشن میں تین منسٹر ہیں ایک کوالٹی ایجوکیشن کا منسٹر علیحدہ ہے یونیورسٹی کا گورنر علیحدہ ہے اور میری منسٹری علیحدہ ہے اور سوشل ویلفیئر کا ایک پراجیکٹ ہے اس کا منسٹر علیحدہ ہے سیکرٹری ایک ہے تو اس کیلئے میں نے کہا ہے کہ

جب کو الٹی ایجوکیشن کی منسٹری علیحدہ کی ہے اس کا سیکرٹری بھی علیحدہ کریں اور اگر آئی ٹی پروین مگسی صاحبہ کو دی ہے اس کا ڈیپارٹمنٹ بھی علیحدہ کریں اس کا سیکرٹری علیحدہ کر دیں۔ لیکن بد قسمتی ہماری یہ ہے کہ جب ہم کیبنٹ کی میٹنگ میں بیٹھتے ہیں وہاں پر یہ بات صحیح طریقے سے اُجاگر نہیں کی جاتی۔ جب ہم ایجوکیشن کے سبجیکٹ پر بلا تے ہیں آج آپ دیکھیں اتنا اہم issue ہے کہ اس کے بل بوتے پر ہم کلاشکوف سے جان چھڑا سکتے ہیں اور قلم کی طاقت سے اپنے حقوق منوا سکتے ہیں۔ لیکن آج آپ دیکھ لیں کہ اتنے اہم issue پر ہمارے ساتھیوں نے عدم دلچسپی کا اظہار کیا اور اُن کا ہاؤس سے چلا جانا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ وہ خود زیادتی کر رہے ہیں۔ اور میری جو کوشش ہے کہ میرے تمام منسٹرز ایم پی ایز صاحبان میں اُن کے توسط سے اُن کے علاقوں میں جا کر کے ڈویلپمنٹ کے کام کروں۔ میں اُن کے توسط سے اُن علاقوں میں جا کر کے ایجوکیشن کو فعال بناؤں۔ میں آج ایک اور بات بتاتا چلوں جیسے کہ میرے ساتھیوں نے کہا کہ پبلک سروس کمیشن۔ سارے چار سو پوسٹیں صرف ایس ایس ٹی کی پڑی ہیں جو پبلک سروس کمیشن سے ڈھائی سال سے آج تک اُن پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ میرے پانچ سو اسی لیکچرارز کی پوسٹیں آج تک پبلک سروس کمیشن میں پڑی ہیں جس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ اُن کو appoint نہیں کیا جا رہا۔ چیف سیکرٹری صاحب کے ساتھ یہ معاملہ discuss ہوا کیبنٹ میں تمام ممبران نے حمایت کی کہ پبلک سروس کمیشن کی بجائے ایڈ ہاک basis پر appoint کی جائیں اور اُسی علاقے سے۔ اب آپ مجھے بتائیں تربت، گوادراور پسپنی یہاں کے پنجابی یا بلوچ کیسے وہاں جائیں۔ وہ اس لئے کہ اتنا دُور ہے اور اتنی تنخواہ میں وہ اپنا خرچ وہاں پورا نہیں کر پاتا۔ اسی طریقے سے ژوب، قلعہ عبداللہ اور لورالائی ان علاقوں میں جا کر جب وہ تعلیم دیں گے۔ وہاں پر آپ دیکھیں کہ آج میرے پاس 90 کے لگ بھگ سرپکس ایس ایس ٹی بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ تنخواہ کے بغیر بیٹھے ہیں اُن کو تنخواہ نہیں مل رہی۔ آپ سمجھیں کہ اُن کو میں تنخواہ بھی دے رہا ہوں؟ نہیں۔ جیسے جعفر مندوخیل صاحب نے بڑی اچھی بات کہی۔ مجھے تکلیف اس بات پر ہوتی ہے کہ جو میں اچھے کام کرتا ہوں تھوڑا اُس کو appreciate کیا جائے۔ میں صبح دس بجے آتا ہوں اور رات آٹھ بجے تک خُدا واحد و شاہد ہے بغیر کسی لالچ کے میری ایک خواہش تھی کہ میں ایجوکیشن کو فعال بناؤں۔ آج تمام ساتھیوں کی باتیں سُنیں بڑی دل کو تقویت ملی اس بات سے لیکن حقیقت کو بھی سامنے رکھنا چاہئے۔ آج آٹھ کروڑ روپے تمام منسٹرز صاحبان کو ملے۔ اُس میں آپ دیکھ لیں کہ میرا خیال ہے

25% بھی ایجوکیشن کی مد میں کسی نے پیسہ خرچ نہیں کیا۔ جبکہ اُن کو ہدایت تھی کہ 25% آپ ایجوکیشن کی مد میں خرچ کریں۔ اب میرے پاس تو پیسہ ہے نہیں۔ میں آپ گریڈیشن کیلئے جو بجٹ بنا رہا ہوں آئندہ بجٹ جو میرا آنے والا بجٹ ہے اُس کو ایجوکیشن کا نام دے رہا ہوں ایجوکیشن کا بجٹ۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے تمام ساتھیوں کو کہہ کوئی بھی ساتھی مجھے نہیں کہے کہ آپ نے میرے اسکول نہیں ڈالے۔ آپ نے میرے کالج نہیں ڈالے۔ آپ نے میرے پرائمری کوڈل نہیں کیا۔ ڈل کو ہائی نہیں کیا۔ میں نے تمام منسٹروں سے لسٹ لی ہے۔ اور اگلی جو بجٹ میٹنگ ہوگی اُس میں ایک لسٹ تمام ساتھیوں کو مل جائے گی اور اُس میں میں نے تمام آپ گریڈیشن کے اسکولوں کو علیحدہ ڈالا ہے جیسا کہ حبیب صاحب نے کہا کہ اُس بیلٹ کو سابقہ دور میں نوازا گیا۔ میرے لئے تمام بیلٹ equal ہیں۔ میرے سارے بھائی ہیں میرے سارے اولاد میرے سارے بچے ہیں جو پڑھنے والے ہیں میں اُن کا سرپرست ہوں۔ جب تک میں ایجوکیشن منسٹر ہوں تو میں اُن کی بقا کیلئے جنگ لڑتا رہوں گا۔ اور میرے ساتھی میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے ایک بات کہی ہے دیکھیں تھوڑی سی تلخی ہوتی ہے۔ جعفر مندوخیل صاحب نے کہا کہ ٹیکسٹ بک بورڈ کی بات آتی ہے تو آپ کیوں مشتعل ہوتے ہیں۔ ایک کروڑ تیرہ لاکھ books چھپی ہیں۔ چودہ کروڑ روپے کا کاغذ پرچیز کیا ہے۔ جان محمد دشتی صاحب میرے سیکرٹری تھے یہ اُس دور میں مینڈر یہ open ٹینڈر تھا اس میں کوئی پابندی نہیں تھی ہر شخص اس میں حصہ لے سکتا تھا جو پرنٹرز ہیں اور پبلشرز ہیں۔ پبلشرز کا limited معاملہ ہے پرنٹرز کو کاغذ بھی ہم provide کرتے ہیں۔ یہ میرے دور سے نہیں یہ سابقہ ادوار سے چلا آ رہا ہے۔ کہ کاغذ حکومت بلوچستان provide کرتی ہے۔ ٹیکسٹ بک بورڈ provide کرتا ہے۔ ٹیکسٹ بک بورڈ پھر آگے بھیجتا ہے ڈائریکٹر اسکولز کو وہ books۔ ڈائریکٹر اسکولز اُس ٹیکسٹ بک بورڈ کو ادائیگی کرتا ہے۔ ٹیکسٹ بک بورڈ چونکہ وہ ہمارے بجٹ میں آتا ہے ایک ادارہ تو ہے لیکن اُس کا ایک اپنا نظام ہے اپنا ایک طریقہ کار ہے۔ اُن کا اپنا اصول ہے اُن کے اپنے minutes ہیں اُن کے تحت وہ کارروائی کرتا ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو قرارداد جو تحریک التوا ہے اُس حوالے سے پرائیویٹ سیکٹر کے حوالے سے کمیٹی بنانے کی بات ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ کمیٹی بنانی چاہئے۔ ایک کمیٹی already عظیمی صاحبہ اور فوزیہ مری صاحبہ ان دونوں کو چیف منسٹر صاحب نے میرا ایڈوائزر مقرر کیا ہے۔ میرے ساتھ ایڈوائزر ہیں۔ اور اسی طریقے سے تین علیحدہ منسٹرز ہیں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں۔ تو تمام چیزیں ہم ساتھ لے کر چل

رہے ہیں۔ کوشش یہ ہے لیکن میں اکیلا نہیں کر سکوں گا۔ جیسے جعفر مندوخیل صاحب نے کہا کہ تمام ساتھیوں کا بالکل میں اس بات کی حمایت کرتا ہوں کہ مجھے وہ سارے ساتھی ٹائم دیں اور میں نے تو یہ بھی رکھا ہوا ہے کہ ہر ڈسٹرکٹ کا ایم پی اے وہ اپنے علاقے کا نگران ہے وزیر ہے وہاں کا ایجوکیشن منسٹر ہے وہ جا کر کے اپنے اسکولوں کی حالت دیکھیں اور مجھے اطلاعات دیں کہ یہ خامیاں ہیں یہ چیزیں ہیں۔ جہاں پیسے کی involvement آئے گی تو کیبنٹ میں آپ نے میرا ساتھ دینا ہوگا کہ ایجوکیشن کی مد میں پیسہ خرچ ہونے کیلئے وہ مجھے یقین دہانی کروائیں کہ یہ پیسہ ملے گا۔ ہاں میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ میں پیسہ اپنے ہاتھوں سے خرچ نہیں کرتا۔ ابھی بھی ساڑھے تین کروڑ روپے کے فنڈز آئے ہیں ان کے لئے میں نے ایک صوبائی کمیٹی بنائی ہے وہ پر چیز کرے گی۔ نہ اُس میں کوئی کمیشن ہے نہ کوئی لینا دینا ہے۔ انشاء اللہ و تعالیٰ اُس میں بلوچستان کو، کوئٹہ کے 680 اسکول اور جو کالج ہیں ان تمام کا فرنچیز پورا ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ میں نے مرکز سے بھارتی صاحب سے request کی تھی کہ میرے 30 اضلاع میں کم از کم وہ ایک ایک کروڑ روپے فی ضلع کو اگر وہ پرائم منسٹر صاحب سے منظور کروا دیں۔ فرنچیز اور ریپیئر کی مد میں تو انشاء اللہ وہ پیسہ بھی جب آ جائے گا تو یہ تمام مسائل حل ہوں گے۔ لیکن اکیلا میری ذات کچھ بھی نہیں کر سکے گی چونکہ سارے ساتھیوں نے بڑی اچھی باتیں کی ہیں اور روبینہ صاحبہ کو جو مسئلہ ہے اُس میں میں سمجھتا ہوں کہ اُن کی صرف اولاد نہیں بلکہ میرے بچے ہیں میرے بھانجے ہیں میرے بھتیجے ہیں میں اُس حوالے سے جس طریقے سے مجھے اگر انہوں نے پہلے بتایا ہوتا تو پریس کانفرنس کیلئے میں بھی تیار تھا۔ جب وہ پریس کانفرنس کر کے آئی تو میں نے کہا مجھے بھی بلاتے یہ سامنے بیٹھی ہیں میں نے کہا کہ میری fully طور پر support ہے میرے بچے ہیں اگر اُن کا مستقبل خراب ہوگا تو سمجھیں میری وجہ سے ہو رہا ہے۔ تو میں آپ تمام حضرات کا شکر گزار ہوں۔ آپ میڈیا والے اگر کچھ ساتھی ناراض ہوتے ہیں اس بات پر کہ میری وہی بات ہے چونکہ اتنی دیر تک کوئی نہیں بیٹھتا۔ میں اسی لئے کہہ رہا تھا کہ جناب وہ سارے لوگ چلے جائیں گے آپ دیکھیں کہ پی ٹی وی والے چلے گئے۔ تو یہ ساری چیزیں صرف یہ ہوتی ہیں کہ projection ملنی چاہیے ایجوکیشن کو میری ذات کو نہیں۔ مجھے سب دنیا جانتی ہے کہ میں شفیق ہوں منسٹری تک میں نے مقام نام پیدا کر لیا ہے۔ It is enough for me اس سے زیادہ اُونچا چیف منسٹر تو میں نے بننا نہیں میں اتنا ہی بہت ہوں کہ میں بن گیا ہوں۔ اور جو خدمت ہے انشاء اللہ تعالیٰ اللہ کے حکم سے میں اپنا ایمان اور فرض سمجھتے

ہوئے نبھاؤں گا۔ بہت شکریہ آپ سب کا۔

جناب چیئرمین: تحریک پر سیر حاصل بحث مکمل ہوئی اور کمیٹی بن سکتی ہے آپ کی سربراہی میں۔
جعفر خان صاحب یا جن صاحبان نے تقریر کی ہے مل کر وزیر اعلیٰ صاحب سے ملیں اور ان سے بات
کریں۔ اور کابینہ میٹنگ میں اٹھائیں۔ لہذا اس تحریک التوا کو قرارداد میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ آیا اس
تحریک التوا کو ذیل قرارداد میں منظور کی جائے:

اقراء پبلک آرمی اسکول کے وہ بچے جن کے داخلہ فارم پرائیویٹ سٹوڈنٹ کے تحت فیڈرل
بورڈ کو بھجوائے ہیں کو ریگولر اسٹوڈنٹ کے طور پر تبدیل کیا جائے۔ کیونکہ یہ تمام اسٹوڈنٹس اقراء آرمی
پبلک اسکول کے ریگولر اسٹوڈنٹس ہیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر! اس میں یہ بھی ہو کہ اقراء آرمی پبلک و دیگر فیڈرل اسکولز بھی
شامل کی جائیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے اقراء آرمی پبلک اسکول اور دیگر فیڈرل اسکولز شامل کئے جاتے ہیں۔ تو
کیا اس قرارداد کو منظور کیا جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔ (ڈیک بجاے گئے)
اب اسمبلی کا اجلاس مورخہ 2 اپریل بروز جمعرات شام 4:00 بجے تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔
(اسمبلی کا اجلاس رات 9:00 بجے اختتام پذیر ہوا)

